عرب دنیا

مرتبہ

مولانا محی الدین الوائی ایم اے۔ الازہر (قاہرہ)

مکتبہ برہان جامع مسجد دھلی

Marfat.com

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

عرب دُنیا

یعنی

خلیج فارس سے مراکش تک پھیلے ہوئے تمام عرب
ممالک عام ملکی جغرافیائی اور معاشرتی حالات

از

مولانا محی الدین الالوائی - ایم اے الازہر (قاہرہ)

ناشر

مکتبہ برہان - اردو بازار - جامع مسجد دہلی

Marfat.com

135066

ARAB DUNYA

(ARAB WORLD)

A BRIEF DESCRIPTION OF SOCIAL GEOGRIPHICAL & PHYSICAL SITUATION OF ARAB COUNTRIES -- FROM PERSIAN GULF TO MORROCCO.

BY M. MOHIUDDIN ALWAYE
M.A. AL-AZHHR
(CAIRO)

PUBLISHER:-
MAKTABA-I-BURHAN- URDU BAZAR DELHI-6

طبع اول

رجب ۱۳۸۱ھ   دسمبر ۱۹۶۱ء

مطبوعہ

اعلیٰ پرنٹنگ پریس دہلی

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تالیف اور مؤلف	۵
۲	مقدمہ	۹
۳	مراکش	۱۱
	محل وقوع - رقبہ	
	آبادی - سطح -	
	آب وہوا	۱۴
	پیداوار	۱۵
	معدنیات	۱۶
	مشہور شہر اور بندرگاہیں	۱۷
۴	الجزائر	۱۸
	محل وقوع - رقبہ -	
	آبادی - سطح -	
	الجزائر کی جغرافیائی تقسیم	۱۹
	پیداوار	۲۰
	مشہور شہر اور بندرگاہیں	۲۱
۵	تونس	۲۳
	محل وقوع - رقبہ	
	آبادی - سطح اور	
	بلحاظ سطح تونس کی تقسیم	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پیداوار	۲۴
	معدنیات - مشہور	
	شہر اور بندرگاہیں	
۶	لیبیا	۲۶
	محل وقوع - رقبہ	
	آبادی - سطح -	
	آب وہوا	۲۷
	پیداوار	۲۸
	ساحلی علاقہ -	
	منطقۂ انتقال	۲۹
	صحرا - مشہور شہر اور	
	تہذیب و ترقی کے	
	اہم مراکز	
۷	مصر	۳۱
	محل وقوع - رقبہ -	
	آبادی - سطح -	
	مشرقی صحرا اور سینا	۳۲
	نیل کا علاقہ اور	۳۳
	فیوم کا نشیبی علاقہ	
	مغربی صحرا -	۳۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	زراعت و نباتات	۳۵
	صنعت و تجارت	۳۶
	آب وہوا	
	معدنیات	۳۷
	پیشے اور اقتصادی	
	ترقی	
	تہذیب و تعلیم	۳۸
	مشہور شہر اور بندرگاہیں	۴۰
	مشہور مقامات اور	
	قدیم تاریخی آثار	۴۱
	نہر سوئز کی نئی بستیاں	۴۲
۸	سوڈان	۴۹
	محل وقوع - رقبہ	
	آبادی - سطح -	
	آب وہوا	۵۰
	زراعت و نباتات و	
	مویشی	۵۱
	ترقی یافتہ مراکز و	
	مشہور شہر	۵۴
۹	لبنان	۵۶

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	محل وقوع - رقبہ -	۵۷
	آبادی - سطح	
	آب و ہوا اور پیداوار	۵۸
	تجارت و صنعت	۵۹
	مشہور شہر اور بندرگاہ	۶۰
۱۰	شام	۶۱
	محل وقوع - رقبہ - آبادی سطح	
	آب و ہوا اور پیداوار	
	صنعت و تجارت	۶۳
	ترقی یافتہ اور مشہور شہر	
۱۱	شرق اردن	۶۷
	محل وقوع - رقبہ - آبادی	
	سطح - زراعت و نباتات	
	اہم راستے اور مشہور شہر	۶۸
۱۲	فلسطین	۷۰
	محل وقوع - رقبہ - آبادی	
	اونچے نیچے ہموار مقامات اور	
	قدرتی خطے -	
	آب و ہوا اور پیداوار	۷۳
	بحر لوط	۷۴
	اور مقامات مقدسہ	
۱۳	[illegible]	۷۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	محل وقوع - رقبہ -	۷۶
	آبادی - آب و ہوا -	
	سطح -	
	بلحاظ سطح مقامات	۷۷
	کی تفصیل -	
	زراعت اور نباتات	۷۸
	خالص ریگستان صحرائی	
	گھاس کا خطہ -	
	نخلستان کا خطہ اور ساحل	
	آباد مقامات -	۷۹
	سعودی عرب کی	۸۰
	خاص پیداوار -	
	اصلاحات و ترقیات	۸۱
	پٹرول کی داستان	۸۶
	دیگر معدنیات	۹۱
	سعودی عرب کی سالانہ	
	آمدنی - مقامات مقدسہ	
۱۴	یمن	۹۳
	محل وقوع - رقبہ - آبادی	
	زراعت و تجارت -	
	مشہور شہر اور بندرگاہ	۹۴
۱۵	کویت	۹۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	محل وقوع - رقبہ اور	۹۵
	آبادی بستیاں اور جزیرے	
	آب و ہوا	۹۶
	زرعی اصلاحات -	۹۷
	کالا سونا -	
۱۶	بحرین	۱۰۰
	رقبہ آبادی - آب و ہوا	
۱۷	قطر	۱۰۲
	محل وقوع - رقبہ - آبادی	
	اقتصادیات و تجارت -	
	تجارت	۱۰۳
	مختلف اقوام -	
	شہر و دیہات	۱۰۶
۱۸	عراق	۱۰۷
	محل وقوع - رقبہ - آبادی	
	سطح -	
	آب و ہوا	۱۰۸
	پیداوار -	
	معدنیات	۱۰۹
	پیشے اور مشہور شہر	۱۱۰
۱۹	مسقط و عمان	۱۱۲
۲۰	مملکت عدن و حضرموت	۱۱۳

Marfat.com

تالیف اور مؤلف

ہمارے فاضل دوست السید محی الدین الوائی جن کی یہ تالیف آپ کے ہاتھ میں جنوبی ہند کے ایک ساحلی شہر "الوائی" (کیرالا اسٹیٹ) کے باشندہ ہیں۔ ان کی پیدائش یکم جون ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ گھریلو طور پر ابتدائی تعلیم پانے کے بعد آپ نے مولوی فاضل کا امتحان نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کیا اور مدراس یونیورسٹی سے افضل العلما کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ آپ مالابار کی مشہور اسلامی درسگاہ روضۃ العلوم عربک کالج "میں عربی ادب کے استاد رہے لیکن ۱۹۵۶ء میں اپنی انتہائی تعلیم کے لئے آپ قاہرہ (مصر) چلے گئے اور وہاں عالم اسلام کی سب سے بڑی اور نامور درسگاہ "جامع ازہر" میں داخل ہو گئے۔ ازہر میں شروع ہی سے آپ کا تعلیمی ریکارڈ بہت شاندار رہا یہاں تک شہادۃ العالمیۃ (ایم اے) کے آخری امتحان میں آپ نے وہ ممتاز کامیابی حاصل کی جس نے ازہر کا ہزار سالہ ریکارڈ مات کر دیا۔ آپ پہلے ہندوستانی (غیر عرب) طالب علم تھے جن کو ایم اے فائنل میں ۹۲ فی صدی نمبر حاصل ہوئے۔ ازہر کی تاریخ میں یہ امتیاز کسی غیر عرب طالب علم کو کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔

اپنی خداداد ذہانت اور فطری صلاحیتوں کے باعث الوائی صاحب کو نہ صرف جامع ازہر کے اساتذہ وطلبہ میں خاص عزت ومقبولیت حاصل ہوئی بلکہ قاہرہ کے علمی وادبی حلقے بھی آپ کے قدردان اور مداح رہے۔

Marfat.com

مصر کے پانچ سالہ قیام میں آپ نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ جدید عربی تحریر و انشاء میں بھی کامیاب مشق اور مہارت بہم پہونچائی - اور آپ کے علمی و ادبی مضامین قاہرہ کے معیاری رسائل میں برابر شائع ہوتے رہے اسی دوران میں آپ نے کئی عربی رسائل بھی لکھے جو قاہرہ میں شائع ہو چکے ہیں ١٩٥٥ء میں آپ ہندوستان واپس آئے تو فوری طور پر آل انڈیا ریڈیو کے عرب یونٹ نے آپ کی خدمات حاصل کرلیں - لیکن یہ وابستگی آپ کی علمی کاوشوں اور دلچسپیوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہ بن سکی اور قلم و کاغذ سے شغل برابر جاری رہا - اپنے فارغ اوقات کا بڑا حصہ وہ برابر تحریر و تالیف میں گذارتے ہیں - چنانچہ مختلف سبجیکٹس ان کے معیاری مضامین ثقافۃ الہند اور دوسرے عربی رسائل میں برابر شائع ہوتے رہتے ہیں - عربی کے علاوہ وہ اپنی مادری زبان ملیالم اور اردو میں بھی بکثرت مضامین لکھتے ہیں، حال ہی میں آپ نے البیرونی کی مشہور ضخیم اور عظیم الشان تاریخ کا ترجمہ ملیالم میں کیا ہے جو ساہتیہ اکیڈمی شائع کر رہی ہے -

---

الوائی صاحب کو خدا تعالےٰ نے جس طرح ذہن و فکر کی اعلےٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے، اخلاق و کردار کی بھی وہ خوبیاں عطا کی ہیں جن پر رشک آتا ہے - ان کی بے لوث محبت، متواضع اور ملنسار طبیعت، ہمدردی اور خندہ پیشانی نہ صرف احباب کے لئے سرمایۂ عزیز ہے بلکہ ہر آشنا و نا آشنا اس سے یکساں متاثر و مستفید ہوتا ہے

عرب دنیا الوائی صاحب کی ایک تازہ اردو تالیف ہے جس میں عرب

Marfat.com

ممالک کے عام ملکی، جغرافیائی اور معاشرتی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اپنے موضوع پر اُردو میں شاید یہ پہلی کتاب ہے جس کی ضرورت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ عرب انسانی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہیں جن کی آبادی خلیج فارس سے مراکش تک ایشیا و افریقہ کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اپنی پرانی عظمتوں، اور تاریخی روایتوں کے ساتھ ساتھ آج بھی ایک مستقل اور زندہ قوم ——— اور انسانی سماج کا اہم جزو ہیں۔ عربوں کے ساتھ ہندوستان کا تعلق یوں تو شاید اتنا ہی قدیم ہے جتنا خود انسانی سماج کا وجود، لیکن گذشتہ ہزار سال سے اسلام نے اس تعلق کو اور بھی پائیدار اور لازوال بنا دیا ہے۔

اپنے ایسے قریبی اور گہرے تعلق کے بعد عرب ممالک کے حالات و کوائف سے واقفیت ہمارے لئے کسقدر ضروری اور مفید ہے! آسانی سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے! ہمیں بہت ہی شکر گذار ہونا چاہیئے کہ الوائی صاحب کی توجہ اور کاوشِ فکر و قلم نے ہمارے لئے اس واقفیت کا ایک اچھا وسیلہ مہیا کردیا اور اُردو والوں کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا۔ یقیناً یہ کتاب ہماری علمی ضرورتوں کا ایک اہم حصہ ہے اور اس قابل ہے کہ عربوں سے دلچسپی رکھنے والے عوام و خواص اس سے پورا استفادہ کریں۔ اُردو کے تمام اسکولوں۔ مکتبوں اور مدرسوں میں اسکو رائج کیا جائے۔ ہر اُردو لائبریری میں اس کی ایک کاپی موجود رہے۔ اور خاص طور پر دینی اور عربی مدارس دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں تمام طلبہ کے لئے اُس کا مطالعہ لازمی قرار دیا جائے۔

خدا کرے کہ صاحبِ تالیف کی یہ علمی خدمت مقبول و مشکور ہو اور
مخلوقِ خدا اس سے بیش از بیش مستفید و فیضیاب ہو۔

(سید) انیس الحسن۔ بی اے۔

دہلی ۲۰ جون ۱۹۶۱ء جنرل منیجر روزنامہ الجمعیۃ دہلی۔

Marfat.com

کے

قائد

قات

مام

تے ہیں

اچار

ان

یک

مذہبی

رتی

ن کی

قوت

ہے

فرانس
اسپین
الجزائر
رباط
طنجہ
کاسابلینکا
مراکش
شمال
مغرب
جنوب
آبادان
کویت
منامہ
ظہران
حضرموت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

عرصہ سے یہ خیال دل میں جاگزیں رہا کہ دنیائے عرب کا تعارف اس کے صحیح خدوخال کے مطابق ہندوستان میں کراؤں، تاریخی، ثقافتی، تجارتی اور عقائد سے متعلق ہندوستان اور عرب ممالک کے تعلقات بہت پرانے ہیں اور ان تعلقات میں کسی تعصب یا ملک گیری کی ہوس کا کوئی دخل نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ علامہ امام شہرستانی جن کی وفات ۵۳۶ھ میں ہوئی اپنی کتاب "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ عالم کی تقسیم امتوں کے اعتبار سے کرتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک چار بڑی امتیں ہیں جن کا تذکرہ میں بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) عربی۔ (۲) عجمی۔ (۳) رومی۔ (۴) ہندی۔ پھر علامہ موصوف ان امتوں کا تقابل کرتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں۔ کہ اصل عرب اور اہلِ ہند ایک دوسرے سے زیادہ قریب و مشابہ ہیں اور ان کے عقائد، میلانات اور مذہبی رجحانات بھی ایک ہی جیسے ہیں۔ ان تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی ابھرتی ہوئی قوموں میں سے ہندیوں اور عربوں کے گہرے تعلقات و روابط ہی ان کی ترقیات اور عالمی شہرت کے ضامن رہے ہیں لیکن رفتہ رفتہ انھیں کسی غیر شعوری قوت تقسیم کے فریب کا شکار ہونا پڑا۔ بہرحال آج جبکہ دنیا نئی راہوں پر لگ رہی ہے

Marfat.com

ہم اپنے دیرینہ تعلقات و روابط کی ٹوٹی ہوئی کڑیاں کو دوبارہ جوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ امر ضروری ہے کہ ہم اپنے قریبی اور ہم خیال قدیمی ملکوں سے اپنے روابط کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں اور اپنی ذاتی ترقیات اور ترقیاتِ عالم و قیامِ امنِ عالم کے لئے ان روابط کو بروئے کار لائیں۔

تعارف، دوستی کی راہ کھولتا ہے، دوستی ذریعہ اتحاد ہے اور اتحاد قوت۔ انہیں خیالات نیک کے پیش نظر میں نے "دنیائے عرب" نامی کتاب کی تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ یہ کتاب عرب ممالک کے خدوخال یعنی اُن کے جغرافیائی اور ملکی حالات سے تعلق رکھتی ہے جس کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کسی ملک کی تاریخ اور اس کے رجحانات کا۔ ہم جب کسی ملک کی تعریف کرتے ہیں اور اس کا تعارف کراتے ہیں تو اس کے محل وقوع اور اس کی ملکی و جغرافیائی حالت کا سب سے پہلے تذکرہ کرتے ہیں اور اس ملک کے پہاڑ، دریا، میدان، پیداوار، آب و ہوا اور آبادی کے مطابق اس کے تاریخی آثار چڑھاؤ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ "دنیائے عرب" میں تمام عرب ملکوں کے حالات اور ان کے نقوش کی تازہ تصویر پیش کی گئی ہے۔

میں اپنی اس تصنیف کو پیش کرتے ہوئے اپنے مخلص دوست مولانا سید انیس الحسن بی اے جنرل منیجر روزنامہ الجمعیۃ دہلی اور ڈاکٹر محمود قادری صاحب ایڈیٹر الجمعیۃ کا تہِ دل سے شکرگذار ہوں کہ اُن کے تعاون اور ہمدردیوں نے اس راہ میں میرے لئے بڑی سہولت فراہم کی اور میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہو سکا۔

محی الدین الوائی

۱۰ر جون ۱۹۶۱ء

مراکش

محلِ وقوع ۔ مراکش شمال مغربی افریقہ میں واقع ہے اور افریقہ کے شمالی مشرقی حصہ میں ملکِ مصر واقع ہے ۔ اقلیم اطلس بنانے والی تینوں سیاسی یونٹوں میں مراکش یورپ سے بہت قریب ہے ۔ اسی طرح صحرائے اعظم سے بھی الجزائر اور تونس کی نسبت مراکش زیادہ قریب ہے ۔ مغرب میں بحر اطلانٹک اور شمال میں بحیرۂ روم پر واقع ہونے کی وجہ سے مراکش کو بہت سی اقتصادی اور تجارتی خصوصیات حاصل ہیں ۔

رقبہ ۔ جنوب اور مشرق کے بعض بعید حصوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد مراکش کا رقبہ تین لاکھ (۳۰۰۰۰۰) مربع میل ہے ، جس میں سے صرف صوبۂ ریف کا رقبہ جو اسپین تک پھیلا ہوا ہے بائیس ہزار مربع (۲۲۰۰۰) کیلومیٹر ہے اور مراکش کے مشہور شہر طنجہ کا رقبہ دو سو اسّی (۲۸۰) مربع کیلومیٹر ہے ۔

آبادی ۔ مراکش کی آبادی تقریباً نوّے لاکھ (۹۰۰۰۰۰۰) ہے ۔ جس میں سے صوبۂ ریف کے باشندوں کی تعداد دس لاکھ ہے ۔ طنجہ شہر ایک لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل ہے ۔

سطح ۔ مراکش کے ایک حصہ پر بحرِ روم واقع ہے ۔ یہ ساحلی علاقہ پتھریلا ہے اس لئے اس میں قدرتی بندرگاہیں بہت ہی کم اور ناقابلِ ذکر ہیں ۔ اس ساحل کا طول تقریباً پانچ سو (۵۰۰) مربع کیلومیٹر ہے ۔

دوسرے حصہ پر بحرِ اطلانٹک ہے ۔ اس ساحل کا طول تقریباً ایک ہزار سات سو

Marfat.com

(۱٫۷۰۰) مربع کیلومیٹر ہے۔ اس ساحل پر کئی بڑی اور اچھی بندرگاہیں طنجہ، رباط اور دار البیضا ہیں جن میں جہاز بخوبی لنگر انداز ہو سکتے ہیں۔ کچھ چھوٹی بندرگاہیں بھی ہیں، اگرچہ ان کی اہمیت کم ہے لیکن جہاز ان میں بھی ٹھہر سکتے ہیں۔ ساحلی علاقوں خصوصاً بحر اطلانٹک پر واقع ہونے کی وجہ سے مراکش الجزائر اور تونس سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اسی طرح مراکش میں الجزائر اور تونس کے پہاڑوں سے زیادہ اونچے پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ پہاڑوں کی بلندی مراکش کی اقتصادیات کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ کیونکہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں سے برف پگھل پگھل کر دریاؤں کی صورت اختیار کرتی رہتی ہے جن کی وجہ سے مراکش کے میدانی علاقے زرخیز رہتے ہیں۔ یہ دریا مراکش کے لئے بہ نسبت اُن دریاؤں کے جو اُس کے دو پڑوسی ملکوں الجزائر اور تونس میں ہیں زیادہ اہم ہیں۔

مراکش کے اونچے نیچے پہاڑ دو عظیم سلسلوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک سلسلہ رِیف کے پہاڑوں کا ہے جن کی بلندی بہت زیادہ نہیں ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ شہر رِیف اور طنجہ کے درمیان کمان کی شکل میں پھیلا ہوا ہے اسی سلسلہ کے مشرقی اطراف کو رِیف کہتے ہیں۔

دوسرا سلسلہ اطلس کے مشہور پہاڑوں کا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ رِیف کے پہاڑی سلسلہ سے زیادہ بلندی پر واقع ہے۔ رِیف اور اطلس کے پہاڑوں کے درمیان ایک گذرگاہ "طازہ" نامی ہے جو حد فاصل کا کام دیتی ہے۔ کوہِ اطلس تین بڑے پہاڑی سلسلوں کے مجموعہ کا نام ہے جو بسیرۃ سے بحرِ اطلانٹک کے ساحل تک پھیلے ہوئے ہیں، اور شمال مغربی افریقہ کو تقسیم کرتے

Marfat.com

ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) اطلسِ عظمیٰ۔ مراکش کے جنوب مغربی حصہ کو شمال مشرقی حصہ سے علیحدہ کرتا ہے۔ اس میں مراکش کے سب سے زیادہ اونچے پہاڑ ہیں جن میں سے بعض کی چوٹیاں پورے سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔

(۲) اطلسِ وسطی۔ یہ اطلسِ عظمیٰ کے بلند حصے کے بالمقابل واقع ہے دریائے "ملویہ" کے چشمے اس سے بہت قریب ہیں۔

(۳) اطلسِ داخلیہ۔ اس کے اور اطلسِ عظمیٰ کے درمیان "جبل سروعہ" حدفاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسقدر جنوبِ مغرب کی جانب ہم بڑھتے جائیں گے۔ اسی قدر یہ اطلسِ عظمیٰ سے دور اور ساحلِ سمندر سے بالکل نزدیک ہوتا جائے گا۔ اسی لئے بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اطلسِ داخلیہ، اطلسِ عظمیٰ اور صحرا کے درمیان قدرتی حدِفاصل ہے۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال اس کے برعکس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اطلسِ عظمیٰ کے سلسلے مشرقی و مغربی مراکش کے درمیان دو حصوں میں پھٹ جاتے ہیں اور گذرگاہِ "طازہ" اِن دونوں حصوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اسی طرح اطلسِ عظمیٰ کے پہاڑی سلسلے جنوب و شمال کے درمیان حدفاصل ہیں۔ شمالی وجنوبی حصوں کے درمیان چند وادیاں اور بہت سے قدرتی نالے ہیں جو ان دونوں حصوں کو مربوط کرتے ہیں یہ بات بھی باعث تعجب ہے کہ شمال مغربی افریقہ کے اکثر اطراف میں پانی کے کافی چشموں اور بہت سی نہروں کے باوجود خشکی کا خطرہ رہتا ہے اور کبھی کبھی یہ حصّے خشک ہو ہی جاتے ہیں۔ اِس کا سبب کسی ایسے باقاعدہ اور

Marfat.com

بڑے انجینئرنگ پلان کا نہ ہونا ہے جو پانی کو ضائع ہونے سے محفوظ کر سکے، اور جس کے ذریعہ اس قدر پانی جمع کر لیا جائے جو سال بھر کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ مراکش کے دریا تین گروپوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

(۱) وہ دریا جو بحرِ روم میں گرتے ہیں، اِن دریاؤں میں سب سے بڑا اور اہم دریائے "ملویہ" ہے۔ دریائے ملویہ اُس مقام کے قریب سے جہاں اطلسِ عظمیٰ اور اطلسِ وسطیٰ ایک دوسرے سے ملتے ہیں، نکلتا ہے۔ اس دریا کا طول تقریباً پانچ سو (۵۰۰) کیلومیٹر ہے۔ موسمِ سرما میں اِس کا پانی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) وہ دریا جو بحرِ اطلانٹک میں گرتے ہیں اِن دریاؤں میں سب سے اہم دریائے "سَبو" ہے، جو اطلسِ وسطیٰ سے نکلتا ہے اور "فاس" شہر سے گذرتا ہے۔ اس دریا کا طول تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) کیلومیٹر ہے۔ دوسرا بڑا دریا "اُمّ ربیع" ہے جس کا طول تقریباً پانچ سو (۵۰۰) کیلومیٹر ہے۔ ان کے علاوہ دو دریا "تنسفت" اور "درعہ" نامی ہیں۔

(۳) یہ گروپ اُن دریاؤں پر مشتمل ہے جو سلسلۂ اطلس سے نکلتے ہیں اور جنوب میں گر کر صحرا کے جوف میں پہنچتے ہیں۔

آب وہوا ـــــ مراکش کے بڑے حصہ پر بحرِ روم کی آب وہوا اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ چھائی ہوئی ہے۔ اسی طرح مغربی حصوں کی آب و ہوا پر بحرِ اطلانٹک کا اثر ہے۔ کیونکہ یہ حصے بحرِ اطلانٹک پر واقع ہیں۔ اس کے باوجود مواقع اور سطح کے اختلاف کے سبب مراکش کے خطوں میں کئی قسم کی مختلف

Marfat.com

آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ شمالی اور مغربی ساحلی اطراف کی آب و ہوا سمندری اثرات کی وجہ سے موسم سرما و گرما دونوں میں معتدل رہتی ہے۔ ان اطراف میں روزانہ کا کمی اور درجۂ حرارت نہایت کم ہے جس قدر ہم سمندر کے کنارے سے دور ہوتے جائیں گے اسی قدر روزانہ درجۂ حرارت بڑھتا جائے گا۔ پہاڑی حصوں میں روزانہ کا درجۂ حرارت زیادہ پایا جاتا ہے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر بارش برف کی شکل میں ہوتی ہے۔ ژالہ باری کی وجہ سے جاڑے کے موسم میں ان مقامات پر ناقابلِ برداشت سردی پڑتی ہے۔ صحرائی اور جنوبی میدانی حصوں میں بارش کم ہوتی ہے اور درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ مجموعی حیثیت سے مراکش میں چھ مہینے جاڑے کے موسم میں خوب بارش ہوتی ہے اور چھ مہینے گرمی کے موسم میں بارش کم ہوتی ہے۔ شمالی سواحل سے ہم جس قدر دور ہوتے جائیں گے اور جنوب کی جانب جس قدر بڑھتے جائیں گے اسی قدر بارش کی مقدار کم ہوتی جائے گی، اسی طرح مشرق و مغرب میں بارش کے لحاظ سے کافی تفاوت ہے۔ مشرقی اطراف میں بارش کم ہوتی ہے اور مغربی سواحل میں بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ ہواؤں کے چلنے سے موسم میں کبھی کبھی عام قاعدہ کے خلاف تبدیلی بھی ہو جاتی ہے۔

پیداوار۔ بحرِ روم پر واقع ہونے کی وجہ سے مراکش میں پیداوار اچھی ہوتی ہے۔ اونچے پہاڑی مقامات پر صنوبر اور شاہ بلوط کے جنگل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کثرتِ بارش کی وجہ سے یہ جنگل ہمیشہ سرسبز رہتے ہیں۔ پھلوں میں انجیر، انگور، زیتون وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اناج میں گیہوں، جو اور ریوڑ ل کی اچھی فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور کئی قسم کی سبزیاں

Marfat.com

بھی پیدا ہوتی ہیں۔

مراکش میں پیداوار کا عام ذریعہ بارش ہے اور جن حصّوں میں آبپاشی کی سہولتیں میسر ہیں وہاں آب پاشی کر کے زمین کو قابلِ پیداوار بنایا گیا ہے۔ مراکش کے بعض حصّوں خصوصاً مغربی و شمالی زرخیز میدانوں میں جنگل، باغات، چراگاہیں اور کھیت بکثرت ہیں۔ "تافیلالت" اور "درعہ" کے علاقوں میں ریگستان ہیں اور جنوب کے اطراف میں جس قدر ہم بڑھتے جائیں گے اُسی قدر زیادہ خشک میدان اور ریگستان ملتا جائے گا۔ آخر میں ایسا مقام آجاتا ہے جو بالکل خشک اور اُجاڑ ہے، اور جہاں سوائے ریت کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر حکومت اِن بے آب و گیاہ مقامات کی طرف توجہ کرے اور پاتال کنویں کھدوا کر آب پاشی کی سہولتیں بہم پہنچائے تو یہ خشک زمینیں بھی قابلِ کاشت اور زرخیز ہو سکتی ہیں۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ مراکش میں بارش کی مقدار سال کے اوّل آخر میں بہت زیادہ مختلف ہوتی ہے۔

معدنیات — فاسفیٹ، مراکش کی خاص معدنیات میں سے ہے اور اس کی کانیں مراکش کی سب سے بڑی معدنی دولت ہیں۔ فاسفیٹ کی کانوں کے علاوہ مراکش میں سونا، کوئلہ، چاندی، مقناطیس، پیتل، سیسہ گندھک اور سنگ مرمر بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن اِن معدنیات سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اگر اِن معدنیات کی طرف "جو ملک کی بڑی دولت ہیں" پوری توجہ دی جائے اور باقاعدہ تلاش و تفتیش کی جائے تو مراکش

باعتبار معدنیات دنیا کے ممالک میں ایک نہایت اہم ملک ہو جائے۔
مشہور شہر اور بندرگاہیں۔ فاس، ایک قدیم تاریخی و تہذیبی شہر ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار سے گذر چکا ہے۔ اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے یہ بہت خوبصورت شہر ہے۔ یہ شہر وادیوں اور پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے، اور اس میں باغات اور ہرے بھرے کھیت بکثرت ہیں۔ فاس شہر شمالی و جنوبی خطوں کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ دوسرا اہم اور مشہور شہر مکناس ہے —— مراکش کا دارالسلطنت رباط ہے جو بحرِ اطلانٹک کے ساحل پر آباد ہے۔
دار بیضاء۔ موجودہ زمانہ میں مراکش کی سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ ہے، جہاں بحری جہاز بآسانی ٹھہرتے ہیں۔ یہاں کی تجارت روز بروز بڑھ رہی ہے
طنجہ، یہ مراکش کی مشہور سرکاری بندرگاہ جبلِ طارق کی گھاٹی کے پاس واقع ہے۔ تطوان۔ اسپینش مراکش کا دارالسلطنت رہا ہے اور اس نے سیاسی، ثقافتی اجتماعی اور اقتصادی بیداری کی وجہ سے مراکش میں مرکزی حیثیت حاصل کر لی ہے۔

ان بندرگاہوں کے علاوہ کئی چھوٹی بندرگاہ ہیں۔ ملیلیہ، سبتہ، مراکش آسفی، موجادور، آغادیر اور رماز جان ہیں۔ یہ بندرگاہیں حسب فرق مراتب ملکی منافع میں ممد و معاون ہیں۔ ان قدرتی اور جغرافیائی حالات کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر مراکش کو اچھے ذرائع مواصلات میسر آ جائیں تو وہ بہت جلد بین الاقوامی تجارت میں ایک اہم مقام حاصل کر لے گا۔

Marfat.com

الجزائر

محلِ وقوع اور حدودِ اربعہ ۔ الجزائر کے مغرب میں مراکش، مشرق میں لیبیا شمال میں بحرِ روم اور جنوب میں صحرائے اعظم اور فرانسیسی مغربی افریقہ کے ملک ہیں۔

رقبہ ۔۔۔ الجزائر کا رقبہ اکیس لاکھ چھہتر ہزار (۲۱۷۶۰۰۰) مربع کیلومیٹر ہے ۔ یہ رقبہ الجزائر کے شمالی و جنوبی حصوں میں اس طرح تقسیم ہے۔ شمالی الجزائر کا رقبہ دو لاکھ پانچ ہزار مربع کیلومیٹر ہے اور جنوبی الجزائر انیس لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) مربع کیلومیٹر رقبہ پر مشتمل ہے۔

آبادی ۔۔۔ الجزائر کی مجموعی آبادی لگ بھگ ایک کروڑ (۱۰۰۰۰۰۰۰) ہے جس میں سے تقریباً دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) فرانسیسی ہیں۔

سطح ۔۔۔ الجزائر میں کوئی مرکزی پہاڑی سلسلہ نہیں ہے۔ اطلس عظمیٰ جس مقام پر ختم ہوتا ہے وہاں پہاڑوں کے دو سلسلے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک بلند پلیٹو جس کا نام ہضبۂ شطوط" (شطوط پلیٹو) ہے واقع ہے۔ شمالی سلسلہ "اطلس تل" کے نام سے مشہور ہے جس کا دوسرا نام اطلس بحریہ ہے۔ اطلسِ تل پر رِیف کے پہاڑوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ جنوبی سلسلہ اطلس صحراوی" کے نام سے مشہور ہے اس کو ہم اطلس داخلی کا تتمہ کہہ سکتے ہیں۔۔۔ اطلسِ بحریہ شمالی ساحل کی جانب بتدریج نیچا ہوتا جاتا ہے۔ اطلس بحریہ یا اطلسِ تل کے اُن حصوں کا نام جو شمال کی جانب ڈھلواں ہیں، اقلیم تل (دامنِ کوہ) ہے۔ یہ دونوں شمالی و جنوبی

سلسلے مشرقی تونس کے سواحل پر ختم ہو جاتے ہیں، اطلسِ تل راس بلان پر ختم ہوتا ہے اور اطلسِ صحرا راسِ بون پر ختم ہوتا ہے۔ اِن دونوں سلسلوں کو ایک تنگ حصّہ جس پر خلیج تونس واقع ہے جدا کرتا ہے۔

الجزائر کی جغرافیائی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر ہو سکتی ہے۔

(۱) اقلیمِ تل۔ یہ ساحلی نرم و ہموار علاقہ ہے جو بہت سے حصّوں میں بٹا ہوا ہے۔ اِس کے بہترین حصّے وسطی ہیں۔

(۲) اطلس تل کے پہاڑ۔

(۳) ہضبہ شطوط (شطوط پلیٹو)۔ یہ شطِ شرقی کے نام سے مشہور رہے اور مغرب میں اُس مقام پر جہاں جھیلوں کا مجموعہ پایا جاتا ہے یہ انتہائی بلند ہو گیا ہے۔ اِس کا پست حصّہ سطح سمندر سے تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) میٹر بلند ہے اور وسط میں جُہاں اطلسِ صحرا نیچا ہوتا ہے" ہضبہ شطوط بہت ہی زیادہ نیچا ہو گیا ہے۔

شط ہدنہ (جو شمال میں ہے) اور شط ملغیر (جو جنوب میں ہے) کے درمیان ہضبۂ شطوط پانی کی تقسیم کی لائن ہے۔

(۴) اطلسِ صحرا۔ مجموعی طور پر یہ اطلس تل سے بہت زیادہ بلند اور مضبوط ہے۔ البتہ بعض جگہ یہ نیچا ہو گیا ہے اس کی بلند ترین چوٹیاں اوَرس کے علاقہ میں ہیں۔

(۵) نخلستان کا مجموعہ جس میں سب سے زیادہ اہم بسکرہ کا نیچا حصّہ ہے۔

آب وہوا۔ آب وہوا کے اعتبار سے الجزائر کے علاقوں میں کافی تفاوت ہے

اس کے دو سبب ہیں جو الجزائر کی آب و ہوا پر اثر انداز ہیں۔ ایک سمندر، دوسرا پہاڑ۔ اِن دونوں کے درمیان خشک خطے واقع ہیں۔ ساحلی علاقہ کی آب و ہوا مرطوب ہے۔ گرمی کے موسم میں قدرے گرمی ہو جاتی ہے۔ پہاڑوں پر سخت گرمی پڑتی ہے۔ روزانہ کا اور موسمی درجۂ حرارت پہاڑوں پر بہت زیادہ ہے۔ اندرونی ملک میں جہاں سمندری اثرات کم ہیں درجۂ حرارت بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جنوب اور مشرق میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ انتہائی جنوب میں بارش بالکل نہیں ہوتی۔

پیداوار:۔ الجزائر کا بڑا حصہ سرسبز و شاداب اور زراعتی ہے۔ لیکن عملی طور پر کاشتکاری بہت ہی تھوڑے رقبہ میں ہوتی ہے۔ البتہ فرانسیسی سامراج، فرانسیسی کسانوں کی جو بڑی تعداد میں الجزائر کے متفرق ساحلی علاقوں، وہران الجزائر، بون اور رزیق و شلف دریاؤں کی وادیوں میں مستقل طور پر بس گئے ہیں" حوصلہ افزائی اور ہر قسم کی امداد کرتا ہے۔ الجزائر کی زرخیز اور عمدہ زمینیں انھیں کے قبضہ میں ہیں۔ الجزائر کے اصل باشندے (عرب) تل اور اطلس تل کے خطوں میں اکٹھے رہتے ہیں۔ یہ لوگ کاشتکاری کرتے ہیں لیکن اِن کے ذرائع و وسائلِ کاشتکاری نہایت معمولی ہیں۔ الجزائر کی اہم پیداوار اناج خصوصاً گیہوں اور جَو ہیں۔ انگور بھی یہاں کی نہایت اہم اور مفید پیداوار ہے۔ یہ انگور زیادہ تر فرانسیسی اقسام کے ہیں اور فرانسیسی طریقہ پر ہی اُگائے جاتے ہیں اور بڑی مقدار میں فرانس کی منڈیوں کو برآمد کئے جاتے ہیں۔ شہر الجزائر اور وہران کے علاقوں میں انگور کے باغات

Marfat.com

بکثرت پالے جاتے ہیں۔ اقلیم تل کے سوا الجزائر میں ہر جگہ مویشی پالے جاتے ہیں خصوصاً ہضبۃ شطوط (شطوط پلیٹو) میں مویشی چرانے اور پالنے کا زیادہ رواج ہے لیکن یہ پیشہ صرف الجزائر کے اصلی باشندے کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھیڑ بکریوں کے گلے پالتے ہیں اگرچہ یہ سب مویشی اچھی قسم کے نہیں ہوتے کچھ لوگوں کا پیشہ مچھلی کا شکار کھیلنا اور اسپنج نکالنا بھی ہے لیکن ان دونوں پیشوں کا نمبر سب پیشوں کے آخر میں آتا ہے۔

مشہور شہر اور بندرگاہیں۔ الجزائر کی سب سے اہم بندرگاہ الجزائر شہر ہے، الجزائر شہری ملک کا صدر مقام ہے اس کی آبادی تین لاکھ بیس ہزار (۳۲۰۰۰۰) ہے۔

دوسرا بڑا شہر اور بندرگاہ دھران ہے۔ دھران کے باشندوں کی تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار (۲۶۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے۔ ملک کی سب سے زیادہ تجارتی درآمد و برآمد انھیں دو بندرگاہوں کے راستے ہوتی ہے۔ ان دونوں شہروں کو اندرونِ ملک سے ریلوے لائن ملاتی ہے۔ الجزائر کے دوسرے مشہور شہر یہ ہیں!

قسطنطنیہ۔ آبادی ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب۔ (۱۲۰۰۰۰)

بون۔ آبادی ایک لاکھ پانچ ہزار (۱۰۵۰۰۰) کے لگ بھگ۔

تلمسان۔ آبادی ستر ہزار (۷۰۰۰۰)

بلیدہ۔ آبادی اکسٹھ ہزار (۶۱۰۰۰) کے لگ بھگ۔

سیدی بوالعباس۔ آبادی اکسٹھ ہزار (۶۱۰۰۰) کے قریب۔

Marfat.com

فلپیقل - اٹھاون ہزار (۵۸۰۰۰) باشندوں پر مشتمل ہے - ان کے علاوہ دوسرے شہر مستغانم - سلیف - معسکر - بوجی - بسکرہ - کولمب - بیشار وغیرہ بھی ہیں -

135016

تونس

محلِّ وقوع ۔ تونس کے مغرب میں مراکش، مشرق میں لیبیا کے حدود، شمال میں بحیرۂ روم اور جنوب میں الجزائر اور صحرائے اعظم واقع ہے ۔

رقبہ ۔ تونس کا رقبہ ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) مربع کیلومیٹر کے لگ بھگ ہے جس میں سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) مربع کیلومیٹر شط جرید کے جنوبی صحرائی حصّہ میں داخل ہے ۔ اور باقی اصل تونس ہے ۔

آبادی ۔ تونس کے باشندوں کی تعداد تقریباً پینتیس لاکھ (۳۵۰۰۰۰۰) ہے جن میں سے ڈھائی لاکھ (۲۵۰۰۰۰) فرانسیسی اور اطالوی وغیرہ ہیں ۔

سطح ۔ اٹلانٹک پر واقع ممالک میں تونس رقبہ کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ملک ہے، لیکن اس کی سطح نہایت ناہموار اور پیچ دار ہے ۔ سطح کے لحاظ سے تونس کی مندرجہ ذیل تقسیم ہو سکتی ہے ۔

(۱) اقلیم تل (خطۂ تل) الجزائر کے اقلیم تل سے متصل ہے ۔

(۲) وادی ماجردا ۔ الجزائر کے پہاڑی حصۂ شطیط کے مقابل ہے ۔

(۳) ہضبۂ غربیہ (مغربی پہاڑی حصہ) یہ اطلس صحرا کی انتہائی بلندیوں پر واقع ہے ۔ مشرق کی جانب سمندر تک پھیلا ہوا ہے اور راس بون میں ختم ہوتا ہے ۔

(۴) مشرقی نرم و ہموار علاقہ ۔ یہ اقلیم (خطہ) ساحل کے نام سے مشہور ہے

(۵) خلیج قابس کے ارد گرد شط جرید کا نیچا حصہ اور ساحلی نرم و ہموار علاقہ ۔

Marfat.com

(۶) جنوب میں بلند ریگستانی خطے۔

پیداوار:- اونچی نیچی ناہموار اور مختلف قسم کی زمینوں، بارش کی مقدار میں تفاوت اور کئی قسم کی مٹی پائے جانے کے سبب تونس میں پیداوار بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ کہیں سدابہار جنگل ہیں جن میں شاہ بلوط، خروب اور زیتون کے درخت پائے جاتے ہیں۔ کہیں بلند جنگل ہیں جن میں کارک کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ بلند حصوں پر صنوبر کے درختوں اور جھاڑیوں کے ملے جلے جنگل ہیں۔ تونس کی زمینوں کے زرخیز اور پیداوار کے عمدہ ہونے میں بحرِ روم کو بڑا دخل ہے۔ تونس عام طور پر الجزائر کی طرح ایک زرعی ملک ہے۔ اناج کی کاشت خوب ہوتی ہے، خصوصاً گیہوں اور جَو کی کاشت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مزروعہ زمین کے تقریباً آدھے رقبے میں گیہوں اور جَو کی کاشت کی جاتی ہے۔ پھلوں میں انگور اور زیتون بہت پیدا ہوتے ہیں۔ پٹھاری حصہ میں حلفا (کھجور کی شاخ جیسی نوکیلی بوٹی) بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ بوٹی کاغذ بنانے کے کام میں آتی ہے۔

معدنیات:- تونس میں معدنی دولت کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے یہاں کی سب سے اہم اور خاص معدن فاسفیٹ ہے۔ فاسفیٹ کی کانیں جفصہ کے خطہ میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کی برآمد سب سے زیادہ صفاقس سے کی جاتی ہے۔

مچھلی کے شکار کے لحاظ سے تونس شمالی افریقہ کا سب سے اہم خطہ ہے۔ لیبیا کی سرحدوں اور مہدیہ کے درمیانی حصہ میں اسپنج کافی مقدار میں نکالا جاتا ہے تونس کے اصل باشندوں کے علاوہ اطالوی اور یونانی بھی اسپنج نکالنے کا کام کرتے ہیں

مشہور شہر اور بندرگاہیں:- تجارتی برآمد کے لحاظ سے تونس کی سب سے اہم بندرگاہ صفاقس ہے۔ اس بندرگاہ سے فاسفیٹ، زیتون کا تیل، حلفا بوٹی، چراگاہوں

کی پیداوار اور کھجور برآمد کی جاتی ہے۔ دوسری بڑی بندرگاہ سوس ہے جو اہمیت میں صفاقس جیسی ہے۔ فاسفیٹ، زیتون کا تیل، حلفا بوٹی، اُون، چرمی سامان اور تھوڑی مقدار میں غلّہ یہاں کی اہم برآمد ہے۔

شہر تونس ملک کا دارالسلطنت ہے۔ سب سے زیادہ غلّہ اِسی بندرگاہ سے برآمد کیا جاتا ہے اور پچھتر (۷۵) فیصد درآمد بھی اِسی بندرگاہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہاں دریائی شکار کا پیشہ بھی کیا جاتا ہے۔

بنزرتہ، سب سے بڑی فوجی سرحد اور چھاؤنی ہے۔

Marfat.com

لیبیا

محل وقوع:۔ لیبیا مشرق میں مصر اور شمالی سوڈان سے مغرب میں الجزائر او
تونس سے، جنوب میں فرانسیسی افریقہ سے، اور شمال میں بحر روم سے ملتا ہے۔

جب ہم شمال کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونگے تو خطوط حدود مصر اور لیبیا
درمیان مشرق میں شرقاً غرباً تھوڑے ٹیڑھے ۲۵ طول البلد تک پھیلے ہوئے پائیں
اور مغرب میں تقریباً ۱۰ طول البلد تک خطوط حدود پھیلے ہوئے پائیں گے۔

رقبہ:۔ لیبیا کا رقبہ چھ لاکھ اُناسی ہزار تین سو اڑتیس (۶۷۹۳۳۸) مر
میل ہے۔

آبادی:۔ لیبیا کی آبادی دس لاکھ اکیانوے ہزار آٹھ سو تیس (۱۰۹۱۸۳۰
سطح:۔ بحر روم کے اس کنارے پر جو تھوڑا اونچا ہے لیبیا واقع ہے۔ اس ک
قدرتی کھاڑیاں جو عمدہ بندرگاہ بننے کے قابل ہوں نہیں ہیں۔ اس کنار
طول تقریباً اٹھارہ سو (۱۸۰۰) کیلومیٹر ہے۔ لیبیا کا طول مشرق سے مغر
تک تقریباً سولہ سو (۱۶۰۰) کیلومیٹر ہے۔ اور عرض چودہ سو پچاس کیلو
جنوبی لیبیا کی حدود پر پستی کی پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ زیادہ تر یہ پہاڑیاں
شرقی سے شمال غربی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان پہاڑیوں کی انتہائی بلندی سطح
سے تین ہزار میٹر ہے۔ اس مقام پر بلندیوں کی ایک چوڑی پٹی ہے جو شمال
چلی گئی ہے اور رحماد حمرا کی بلندیوں کے جنوبی کنارے سے قریب ہو گئی ہے

Marfat.com

پٹی کو لیبیا کی دو بڑی قدرتی تقسیموں کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک مشرقی حصہ اور دوسرا مغربی۔ جنوب مغربی کے مغربی حصہ پر ہضبتہ الحجار (حجار کا پلیٹو) چھایا ہوا ہے۔ حجار کے پلیٹو اور تستبی کی بلندیوں کے درمیان اوسط درجہ کی بلندیوں کی ایک پٹی ہے جو ان دونوں کو مربوط کرتی ہے۔ یہ پٹی لیبیا کی سیاسی حدود کی لائن ہے۔ شرقی حصہ تستبی کی پہاڑیوں کی پٹی کے مشرقی جانب واقع ہے۔ اس کی سطح بتدریج شمالی جانب نیچی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آخر میں اس کی اونچائی سطح سمندر سے صرف دو (۲۰۰) میٹر رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی سطح برقہ کے پٹھاری حصہ میں جو بحر روم میں خلیج سلوم اور خلیج سیرتہ کے درمیان ابھرے ہوئے خشک حصہ پر واقع ہے۔ پھر بلند ہونے لگتی ہے۔

آب و ہوا۔ لیبیا کی آب و ہوا بڑی حد تک مصر کی آب و ہوا کے مشابہ ہے چونکہ پورا لیبیا سوائے ساحلی تنگ حصہ کے خشک ریگستان ہے۔ اس لئے یہاں سخت گرمی پڑتی ہے۔ گرمی کے موسم میں درجۂ حرارت بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے بلکہ جنوبی لیبیا دنیا کے سب سے زیادہ گرم خطوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیبیا میں عزیزیہ کے مقام پر ۱۳ ستمبر ۱۹۲۲ء کو دنیا کا سب سے زیادہ درجۂ حرارت ۱۳۶ فارن ہائیٹ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ فضا کی خشکی، گرمی اور حرارت میں اور زیادہ اضافہ کر دیتی ہے۔ لیکن جاڑے کے موسم میں اسی طرح ایک دم گرمی ختم ہو جاتی ہے جس طرح گرمی کے موسم میں یکایک گرمی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جاڑے کے موسم میں لیبیا کی آب و ہوا بحر روم کی آب و ہوا اور بالخصوص مغربی ہواؤں کے سخت و تند جھونکوں سے

Marfat.com

جو یہاں سے گذرتے ہیں متاثر ہوتی ہے۔ ان ہواؤں کے جو اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں ان کی وجہ سے لیبیا کی آب و ہوا میں دو قسم کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

(۱) ان ہواؤں کی وجہ سے جاڑے کے موسم میں بارش ہوتی ہے۔ یہ بارش باوجود کم ہونے کے نباتی زندگی کے لئے بہت قیمتی اور نہایت ضروری ہے۔

(۲) جنوبی ہوائیں جو ریگستان کے اندرونی حصہ سے آتی ہیں، اپنے ساتھ مٹی اور غبار لاتی ہیں۔ ان ہواؤں سے حرارت بڑھ جاتی ہے، اور اٹلی تک ان ہواؤں کے اثرات پہنچتے ہیں۔

لیبیا میں مشرق سے مغرب کی جانب جس قدر ہم بڑھیں گے اسی قدر بارش کی مقدار کم ہوتی جائے گی۔ اسی طرح شمال سے جنوب کی جانب بارش کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس سے صرف هضبه برقہ (برقہ کا پلیٹو) دو وجوہات کی بنا پر محفوظ رہتا ہے۔ پہلی وجہ تو اس پلیٹو کا ساحل سے قریب ہونا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پلیٹو کی سطح بلند ہے۔ اسی لئے اس پلیٹو پر بارش بندرگاہوں اور ساحلی شہروں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔

پیداوار:- پیداوار کی حیثیت سے عام طور پر لیبیا کی تین قسمیں کی جا سکتی ہیں

(۱) ساحلی علاقہ:- یہ علاقہ زرخیز زمین پر مشتمل ہے۔ یہاں عمدہ قسم کے میوے (ترش پھل لیموں وغیرہ) کھجور، زیتون، اور انگور کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہاں غلہ کی بھی کاشت کی جاتی ہے۔ اس علاقہ کی پیداوار میں بحیرۂ روم کی آب و ہوا کا دخل ہے۔

Marfat.com

(۲) منطقۂ انتقال:- یہ بحیرۂ روم اور صحراء کے درمیان ہے اور ساحلی علاقہ کے تنگ حصے میں جنوب کی جانب واقع ہے۔ یہاں معمولی گھاس اور حلفا بوٹی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) صحرا (ریگستان) یہ جنوب کی طرف دونوں حصوں سے ملتا ہے۔ لیبیا کا سب سے بڑا حصہ یہی ہے۔ جس قدر شمال سے جنوب کی جانب اور مشرق سے مغرب کی جانب بڑھتے جائیں اُسی قدر خشکی اور ویرانی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ مشرقی جنوب میں کفرہ کے نخلستانوں کے مجموعہ سے جانب شمال ریگستانی خطّہ بہت ہی زیادہ خشک اور ویران ہے البتّہ نخلستان اِن تینوں حصّوں میں منتشر طور پر کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔ جہاں سطح زمین نیچی ہے اور زمین کی گہرائیوں سے کنوؤں کے ذریعہ پانی نکالنا آسان ہے وہاں کاشتکاری ہوتی ہے۔ شمالی نخلستانوں میں زیتون، انگور، مَوالح (ترش پھل) اور اَناج کھجور کے درختوں کے اِرد گرد پیدا ہوتا ہے۔ اِس کے برخلاف جنوبی نخلستانوں میں سوائے کھجور کے اور کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی۔

مشہور شہر اور تہذیب و ترقی کے اہم مراکز:- برقہ میں ساحل پر جس کے اِرد گرد اچھی کاشت ہوتی ہے "مشہور شہر اور ترقی یافتہ مرکز ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم شہر بنغازی ہے۔ بنغازی ملک کا دارالسلطنت اور کئی بڑی راستوں کا سنگم ہے۔ اِس کے باشندوں کی تعداد ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے۔

دوسرے شہروں میں درنہ اور طبرق ہیں، یہ دونوں ساحل پر واقع

Marfat.com

ہیں۔ اندرونی علاقہ میں برقہ ہے۔ یہ پرانا دارالحکومت اور ریچھاری علاقہ کے شہروں میں سب سے اہم شہر ہے۔ مرج شہر سرسبز چراگاہ کے درمیان ہے (مرج کے معنی بھی چراگاہ ہیں) مغربی طرابلس۔ لیبیا کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ اہم شہر ہے۔ یہ بھی ملک کا صدر مقام رہا ہے۔ اس کی آبادی تقریباً تیس ہزار (۳۰۰۰۰) ہے۔

حمص شہر، سرسبز نخلستان کے درمیان واقع ہے، اس کی آبادی بھی تیس ہزار (۳۰۰۰۰) ہے۔

زلیتن۔ حمص کے مشرق میں سرسبز نخلستان کے درمیان واقع ہے۔

مسراتہ شہر بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اس کے باشندوں کی تعداد پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) تک پہنچ گئی ہے۔ مسراتہ سے جانماز، اناج، تیل اور کھجور برآمد کی جاتی ہے۔

سرتہ شہر بھی مسراتہ ہی جیسا شہر ہے۔

حوض فزان کے باشندوں کی مجموعی تعداد تقریباً پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) ہے۔ حوض فزان کے اہم شہروں میں سے مرزوق ہے۔ مرزوق حوض فزان کا صدر مقام ہے۔ اس کے باشندوں کی تعداد سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ یہ ان بڑے اور اہم نخلستانوں میں سے ہے جن کی پیداوار اچھی ہے اور جن پر قافلوں کے مشہور راستے گذرتے ہیں۔

جغبوب، عجیلہ، جالو، اور کفرہ لیبیا کے مشرقی حصہ میں ہیں اور لیبیا کے مغربی حصہ میں زوارہ، العجیلہ، زاویہ، زنزور، مشاتہ، تاجورا، غدامس، درج اور زلیتن ہیں۔

مصر

محلِ وقوع :- مصر، براعظم افریقہ کے شمالی مشرقی حصّہ میں واقع ہے مصر
ی شکل مربع نما ہے اور یہ دریائے نیل کے دہانے پر واقع ہے۔ مصر کے شمال
یں بحرِ روم مشرق میں فلسطین اور خلیج عقبہ اور بحر احمر، جنوب میں خط عرض البلد
٢ شمالاً۔ یہ خط مصر و سوڈان کے درمیان تقریباً حدِ فاصل ہے اور مغرب
یں صحرائے لیبیا ہے۔

رقبہ :- مصر کا رقبہ تین لاکھ چھیاسی ہزار ایک سو اٹھانوے
(٣٨٦١٩٨) مربع میل ہے۔ یعنی براعظم افریقہ کا ١/٣٠ مصر کا رقبہ ہے۔ لیکن
رف بتیس ہزار (٣٢٠٠٠) مربع کیلومیٹر کے رقبہ میں جو وادی اور دلتا کی
ینوں پر مشتمل ہے ننانوے (٩٩) فیصدی آبادی ہے۔

آبادی :- مصر کے باشندوں کی تعداد ڈھائی کروڑ (٢٥٠٠٠٠٠٠)
ے کچھ زائد ہے۔ آبادی میں ہر سال اوسطاً دو لاکھ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

سطح :- سرزمینِ مصر عام طور پر تین بڑے قدرتی حصّوں میں تقسیم کی
سکتی ہے۔

(١) مشرقی صحراء اور اس سے ملحق جزیرہ نمائے سینا۔
(٢) نیل کا علاقہ۔ اس علاقہ میں فیوم کا نشیبی حصّہ بھی شامل ہے۔
(٣) مغربی صحراء۔

Marfat.com

(۱) مشرقی صحراء اور سینائی۔ ناہموار اور دشوار گذار علاقہ ہے، جس کو بہت سی خشک وادیاں کاٹتی ہیں۔ اس حصّہ کے مشرق میں جبالِ جرانیتیہ (ایک خاص قسم کے پتھر کے پہاڑ جو بحرِ احمر کے ساحل پر ہوتے ہیں) بکثرت ہیں۔ ان پہاڑوں اور بحرِ احمر کے درمیان سوائے ایک تنگ میدان کے اور کوئی حد فاصل نہیں ہے، مصر کی دو وادیاں جو اس صحراء کو کاٹتی ہیں اور جو مصر کے بڑے رقبہ پر مشتمل ہیں۔ وادی علاقی جو کرسکو کے پاس دریائے نیل سے متصل ہے اور وادی قنا ہیں۔ وادی قنا دو سو کیلو میٹر سے زائد رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے اس صحراء کے شمال مشرقی جانب جزیرہ نمائے سینا ہے۔ خلیج سوئز جزیرہ نمائے سینا اور صحراء کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ جزیرہ نمائے سینا ایک بنجر اور صحرائی علاقہ ہے، جہاں اکثر خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں۔ اس کے جنوب میں صحرائی علاقے کی سطح بتدریج اونچی ہے۔ یہ علاقہ سطح سمندر سے تقریباً تین سو (۳۰۰) فٹ بلند ہے۔ کوہِ طور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا ہوئی تھی۔ یہیں ہے۔ اگرچہ یہ جزیرہ نما محض ریگ زار ہے جہاں نہ کوئی زراعت ہوتی ہے اور نہ کوئی آبادی ہے بلکہ صرف جلتی ہوئی چٹانیں ہیں تاہم اس مقام کو فوجی لحاظ سے ہمیشہ کی طرح آج بھی اہمیت حاصل ہے۔ اس جزیرہ نما کی مغربی جانب نہر سوئز اور خلیج سوئز واقع ہیں، اور یہ دونوں دنیا کی عظیم آبی شاہراہیں ہیں جن پر تمام دنیا کی تجارت کا انحصار ہے۔ نہر سوئز کا مفصل تذکرہ آگے آئے گا" جزیرہ نما کے مشرق میں اسرائیل اور خلیج ہے۔ یہ خلیج اسرائیل اور اُردن دونوں ہی کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے

Marfat.com

اردن کی بندرگاہ عقبہ جو اردن کے صدر مقام عمان سے مربوط ہے۔ خلیج عقبہ کے شمالی سرے پر واقع ہے۔ بندرگاہِ عقبہ سے چھ میل دور اسی خلیج میں اسرائیلی بندرگاہ "ایلات" واقع ہے۔ جزیرہ نمائے سیناء کے جنوبی سرے پر مصر کا حفاظتی دستہ متعین ہے جو عقبہ کی تنگ گذرگاہ میں داخل ہونے والے جہازوں کی نگرانی کرتا ہے۔ صحراء کے جنوبی حصے میں کئی پہاڑی سلسلے ہیں۔ جن میں سے بعض مصر کے سب سے اونچے پہاڑ ہیں، جیسے جبل کترینا جو دو ہزار چھ سو انتالیس (۲۶۳۹) میٹر بلند ہے۔

(۲) نیل کا علاقہ اور فیوم کا نیچا نشیبی علاقہ۔ اِس علاقے کا رقبہ تقریباً بتیس ہزار (۳۲۰۰۰) کیلو میٹر ہے۔ یعنی پورے ملکِ مصر کا تین فیصدی رقبہ اور دریائے نیل مصری زمینوں کی تنگ وادی میں داخل ہوتا ہے اور قبل اس کے کہ نیل اسوان تک پہنچے۔ نیل کی راہ میں پتھروں کی چٹانیں آتی ہیں جو جندلِ اسوان کے نام سے مشہور ہیں۔ یہاں سے وادی نسبتاً وسیع ہونے لگتی ہے اور اسوان سے قاہرہ تک کے درمیانی حصے میں وادی کی وسعت ۱۰ کیلو میٹر تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن بعض اطراف میں اس سے بھی زیادہ وسیع ہے مثلاً کوم امبو کے خطے میں وادی کی وسعت زیادہ ہے اور سیوط کے شمال میں دریائے نیل کی وادی کی وسعت ۲۰ کیلو میٹر تک پہنچ گئی ہے۔ اسوان کا مشہور بند جو تکمیل کو پہنچ رہا ہے موجودہ حکومت کا ایک شاندار کارنامہ اور اہم تعمیری اقدام ہے، جس کے ذریعہ مصر کی زمین کا بہت بڑا رقبہ سیراب ہو کر قابلِ کاشت بن سکے گا۔ اور ویران مقامات آباد ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اِس کے

ذریعہ کافی بجلی پیدا ہو سکے گی، جو ملکی اقتصادیات کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہو گی اور جس سے روشنی بھی کافی حاصل کی جا سکے گی۔ نیل کے مشرقی طرف بہنے کی وجہ سے حمادی و قاہرہ کے درمیانی حصے کی زمینیں " جو نیل کے مغربی جانب ہیں"۔ عمدہ زراعتی زمینیں ہو گئی ہیں اور اسی وجہ سے اس حصے میں آباد و ترقی یافتہ مقامات بڑی تعداد میں ہیں۔ وادی نیل چونے اور ریتیلے پتھر کے دو پلیٹوؤں سے محصور ہے، اور قاہرہ کے شمال میں رسوبی کا ہموار میدان وسیع ہو جاتا ہے اور دلتا مثلث نما ہو جاتا ہے۔ یہاں دریائے نیل کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ایک مشرقی شاخ دمیاط، دوسری مغربی شاخ رشید۔ اس دلتا کی زمینیں شمال کی جانب بتدریج نیچی ہوتی گئی ہیں۔ اور آخر میں سطح سمندر کے برابر ہو گئی ہیں۔ شمالی ساحل پر کئی جھیلیں، منزلہ، برلس، آدکو اور مریوط واقع ہیں۔

خطۂ فیوم مغربی صحراء میں نیچا خطہ ہے، یہ خطہ قاہرہ کے جنوب میں واقع ہے۔ اور ایک تنگ گذرگاہ کے راستہ جس میں بحر یوسف بہتا ہے، یہ خطہ وادی کے علاقے سے متصل ہے۔ فیوم کی زمینیں ہموار نہیں ہیں۔ یہ زمینیں پہاڑی راستوں کی شکل میں مغربی شمال کی جانب نیچی ہوتی ہوئی بحر قارون تک پہنچ گئی ہیں۔

(۳) مغربی صحراء۔ وادی نیل سے مغرب میں لیبیا تک مصر کے ۷۰ فیصدی رقبہ میں یہ صحرا پھیلا ہوا ہے۔ یہ دنیا کے سب سے زیادہ خشک و ریگستانی حصوں میں سے ہے۔

زراعت ونباتات: مصر کا بڑا حصہ خشک و ریگستانی ہے جہاں صرف صحرائی نباتات اُگتی ہیں۔ صرف دریائے نیل کا ساحلی علاقہ جس میں خوب بارش بھی ہوتی ہے۔ زرخیز اور قابلِ کاشت ہے۔ اس علاقہ میں پیداوار خوب ہوتی ہے۔ یہاں کی زمین اتنی زرخیز ہے کہ سال میں تین فصلیں اُگائی جاتی ہیں۔ مصر جیسے زراعتی ملک کے لئے آب و ہوا کافی اہمیت رکھتی ہے۔ آب و ہوا کے تغیرات کا نمایاں اثر پیداوار پر پڑتا ہے۔ بہر حال ملکِ مصر ایک زراعتی ملک ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب دریائے نیل ہے۔ ملکِ مصر زمانۂ قدیم سے نیل کے فائدے اُٹھاتا رہا ہے۔ اور اُس کی زمینیں اِسی دریا سے سیرابی حاصل کرتی رہی ہیں اور ہمیشہ سے اُسی کے ذریعہ کھیتوں میں آب پاشی کی جاتی ہے۔ حال ہی میں حکومت مصر نے پانی کی ذخیرہ اندوزی کے انتظامات کی طرف توجہ کی ہے اور کئی بڑے پلان منظور کئے ہیں یہ پلان اور انتظامات جو تیزی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ رہے ہیں پانی کی ذخیرہ اندوزی کے علاوہ پُلوں کے بنانے اور بندوں کی تعمیر پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ نہریں اور گولیں نکالنے پر (جن سے آب پاشی کی سہولتیں حاصل کی جائیں گی) کافی توجہ دی جا رہی ہے۔

مصر کی مزروعہ زمین کا رقبہ ساٹھ (۶۰۰۰۰۰) لاکھ فدان (ایک فدان چار سو مربع گز ہے) مصر میں اناج کی پیداوار اتنی ہو جاتی ہے جو اس کی ضروریات کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہاں کی خاص غذائی پیداوار گیہوں۔ مکئی، چاول اور جو ہیں لیکن یہاں کی تجارتی پیداوار روئی اور گنا ہے۔ روئی مصر کی سب سے قیمتی پیداوار ہے اور مصری اقتصادیات میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے اس کے علاوہ مصر میں

Marfat.com

دوسرے بہت سی قسم کے غلّے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

صنعت و تجارت۔ مصر کی قومی اقتصادیات میں زراعت کے بعد دوسرا نمبر صنعت کا ہے۔ موجودہ زمانہ کا مصر صنعتی میدان میں کافی ترقی کر رہا ہے اور یہاں بہت سی صنعتیں فروغ پا رہی ہیں۔ جن میں دستکاری کے بھی بہت سے کام ہیں۔ ملک کے باشندوں کی تعداد روز بروز بڑھنے کی وجہ سے مصر کی اقتصادی حالت کا تقاضہ تھا کہ صنعت کو مصر میں فروغ دیا جائے، چنانچہ موجودہ حکومت نے اس تقاضہ اور مانگ کو پورا کر دیا اور مصر کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد کام سے لگ گئی۔ روئی دھننے، کاتنے اور بننے کی صنعتیں اور کتان، ریشم، اون اور شکر کی صنعتیں مصر کی خاص اور اہم صنعتیں ہیں۔ ان صنعتوں کے علاوہ ملکی ضروریات پوری کرنے کے لئے مصر میں دوسری صنعتیں، غلہ پیسنے، تیل بنانے، صابن تیار کرنے، کیمیائی صنعتیں، شیشے، کاغذ، سگار، اور چرمی سامان کی صنعتیں رائج ہیں۔ مصر سے غلّے اور دیگر زراعتی حاصل برآمد بھی کئے جاتے ہیں۔ مصر سے برآمد ہونے والی اشیا میں روئی اور بنولے کو پہلا درجہ حاصل ہے، کل مصری برآمد سے حاصل شدہ قیمت کا پچاسی (۸۵) فیصدی روئی کی برآمد سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد برآمدی لحاظ سے دوسرے غلّوں کا نمبر آتا ہے، جن میں اہم چاول، پیاز، فاسفیٹ اور نمک وغیرہ ہیں۔ اسکندریہ کی بندرگاہ سے مصر کی پچانوے (۹۵) فیصدی برآمد اور پچھتر (۷۵) فیصدی درآمد ہوتی ہے۔ باقی درآمد و برآمد دوسری بندرگاہوں پورٹ سعید، سویز، دمیاط رشید وغیرہ سے ہوتی ہے۔

آب و ہوا:۔ مصر کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ آب و ہوا کی سختی

Marfat.com

اور تغیرات فروری سے جون تک جاری رہتے ہیں - اپریل اور مئی کے مہینوں میں آب و ہوا کی شدت بہت بڑھ جاتی ہے، بارش کم ہوتی ہے، صرف شمال مغربی ساحل کے طول میں بارش اچھی ہوتی ہے، عام طور سے بارش جاڑے کے موسم میں ہوتی ہے۔

معدنیات: - زرعی دولت کے علاوہ یہاں معدنیات کی دولت بھی پائی جاتی ہے، موجودہ معدنیات میں پٹرول، فاسفیٹ، میگنیز، سونا اور لوہا اہم اور خاص معدنیات ہیں۔ پٹرول کی پیداوار اب مصر میں بیس لاکھ (۲۰۰۰۰۰۰) ٹن سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پٹرول کے اہم چشمے راس غارب غردقہ، سدر اور عسل میں ہیں۔ سفاجہ اور قصیر کے درمیانی منطقے میں بحر احمر کے ساحل کے قریب فاسفیٹ پایا جاتا ہے اور میگنیز کے ذخائر جزیرہ نما سیناء کے ایک وسیع منطقے اور خصوصاً خطۂ ام مجمعہ میں پائے جاتے ہیں۔ میگنیز ابو زنیمہ کی بندرگاہ سے برآمد کیا جاتا ہے۔ سونے کی اہم کانیں اس وقت سکری اور برامیہ میں ہیں۔ جب اسوان بندھ کا بجلی کا پلان پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا تو لوہے کی پیداوار بھی شروع ہو جائے گی۔

باشندوں کے پیشے اور اقتصادی ترقی - مصری باشندے بہت سے مختلف پیشے کرتے ہیں۔ بعض لوگ شمالی اور مشرقی ساحلوں پر، دریائے نیل پر اور ساحلی جھیلوں پر شکار کھیل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ مشرقی و مغربی صحرائی خطوں میں رہنے والوں کا ذریعۂ معاش مویشی پالنا ہے۔ مصر کے باشندوں کا عام پیشہ زراعت ہے جو ملک کی اقتصادی بنیاد مانی جاتی ہے۔ لیکن زراعت نخلستانوں یا ان

Marfat.com

مقامات پر کی جاتی ہے جہاں بارش ہوتی ہے۔ کچھ لوگ کانوں سے معدنیات نکالنے اور کان کھودنے کا کام کرتے ہیں اب بہت سے لوگ صنعتی کام کرنے لگے ہیں

مصر میں انقلاب کے بعد سالانہ آمدنی بہت بڑھ گئی ہے۔ اب اس کی سالانہ آمدنی بھارت اور پاکستان کی سالانہ آمدنی سے زائد ہے۔

تہذیب و تعلیم:۔ مصر مشرق وسطیٰ کے ممالک میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ملک رہا ہے۔ جدید تہذیب میں بھی وہ یورپ سے بہت قریب ہے۔ زندگی کا ہر شعبہ کافی ترقی کر چکا ہے، اور کر رہا ہے۔ لوگوں کا رہن سہن، لباس وغیرہ یورپ سے بہت متاثر ہے۔ مصر سے بہت سے اخبارات اور طرح طرح کے بے شمار رسالے شائع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی مذہبی، سیاسی ادبی، علمی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور طباعت بھی ہوتی ہے۔ عربی زبان و ادب کے سلسلہ میں یہاں کافی کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ تعلیم جبری اور لازمی ہے۔ یہیں سب سے بڑی اسلامی درسگاہ جامعۃ ازہر (ازہر یونیورسٹی) ہے۔ یہ یونیورسٹی دنیا کی سب سے قدیم یونیورسٹی ہے۔ جامعۃ ازہر ۳۶۱ھ سے علمی، ادبی اور مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ جامعۃ ازہر اپنے پیچھے ایک عظیم تاریخ رکھتا ہے۔ اُس کے ہزار سالہ نقوش انتہائی تابناک و درخشاں ہیں۔ جامعۃ ازہر قاہرہ میں ہے اور قاہرہ شہر کے بانی المعز الدین اللہ الفاطمی نے اُس کو قائم کیا تھا۔ آجکل یہاں مشرق و مغرب کی متعدد زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور بہت سے قدیم و جدید علوم و فنون سکھائے جاتے ہیں۔ یہاں کی آخری ڈگری ڈاکٹریٹ کی ڈگری ہے۔ جامعۃ ازہر میں قدیم زمانہ سے اسلامی علوم و فنون اور عربی ادب و لغت کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے

Marfat.com

چنانچہ ان علوم کی تدقیق و تحقیق کی بدولت نئے نئے راستے پیدا ہوئے اور ان موضوعات سے متعلق سیکڑوں کتابیں وجود میں آئیں۔ شیخ محمد عبدہٗ مرحوم کے زمانہ سے جامعۂ ازہر کا اصلاحی دور شروع ہوا۔ اس وقت سے وہ جدید طرز کی بڑی یونیورسٹی بن گیا اور دنیا کی دوسری مشہور یونیورسٹیوں کا ہم رتبہ سمجھا جانے لگا۔ آج وہ اپنے نصاب اور نظام میں دنیا کی کسی یونیورسٹی سے پیچھے نہیں ہے۔ اس وقت ازہر میں سالانہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) طلبا تعلیم پاتے ہیں جن میں دنیا کے ہر اس خطہ کے طلباء ہوتے ہیں جہاں مسلمان آباد ہیں۔ ازہر میں بیرونی طلباء کی تعداد ساڑھے چار ہزار (۴۵۰۰) کے لگ بھگ رہتی۔ ان میں فلپائن، چین، برما، انڈونیشیا، سیلون، پاکستان، ہندوستان، ترکی، یوگوسلاویہ، البانیہ، روس، افریقہ اور دوسرے عرب ممالک کے طلباء شامل ہیں، ان سب کے لئے ازہر کی طرف سے الگ الگ ہوسٹل بنے ہوئے ہیں۔

ماتحت کالج اور ادارے:۔ ازہر کی زیر نگرانی بارہ ثانوی مدرسے اور تین کالج ہیں۔ اساتذہ کی کل تعداد تیرہ سو سے زائد ہے اور اس کا سالانہ بجٹ ۱۵ لاکھ (۱۵۰۰۰۰۰) مصری پونڈ یعنی دو کروڑ (۲۰۰۰۰۰۰۰) روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ لڑکیوں کے لئے علیحدہ کالج ہے۔ جامعۂ ازہر کے علاوہ مصر میں ایک دوسری جدید یونیورسٹی بھی ہے جو قاہرہ یونیورسٹی کہلاتی ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کالج، اسکول اور علمی ادارے ہیں جو ملک کی تعلیمی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔

Marfat.com

مشہور شہر اور بندرگاہ :- قاہرہ ، ملکِ مصر کا دار السلطنت ہے - یہ اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے صدر مقام کی تمام خصوصیتوں کا حامل ہے۔ قاہرہ ڈلٹا اور صعید کے درمیان واقع ہے۔ اس کے مواصلات بھی آسان ہیں۔ نیل اور دوسری نہروں میں ماہی گیری کے راستوں کا یہ سنگم ہے۔ اسی طرح شمال و جنوب سے آنے والی ریلوے لائنیں یہاں ملتی ہیں۔ قاہرہ ، براعظم افریقہ کا سب سے بڑا اور خوبصورت ترین شہر ہے، اس کے پُررونق بازاروں میں مشرق و مغرب دونوں کا ایک عجیب امتزاج سا نظر آتا ہے۔ شہریت کے اعتبار سے یہ نہایت ترقی یافتہ شہر ہے۔ اس کے باشندوں کی تعداد پچیس لاکھ (۲۵۰۰۰۰۰) سے زائد ہے۔

اسکندریہ :- مصر کا دوسرا صدر مقام ہے۔ یہ ایک صحت افزا مقام ہے۔ ملوکیت کے زمانہ میں گرمی کا موسم سابق شہنشاہ مصر شاہ فاروق یہیں گذارتے تھے۔ اسکندریہ کی آبادی تقریباً دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) ہے

پورٹ سعید - اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کے لحاظ سے یہ بھی ایک اہم شہر ہے۔ اس کی اہمیت تمام تر سوئز کنال کی وجہ سے ہے۔ اسکندریہ مصر کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ اس بندرگاہ سے مصر کی پچانوے (۹۵) فیصدی برآمد اور اسی کے راستے پچھتر (۷۵) فیصدی درآمد ہوتی ہے۔ پورٹ سعید ، سوئز ، دمیاط اور رشید وغیرہ مصر کی دوسری بندرگاہیں ہیں۔

ڈلٹا کے اہم شہروں میں طنطا ، منصورہ ، زقازیق ، دمنہور ،

شبین الکوم، محلۃ الکبریٰ، کفر الزیات، بنہا، زفتی اور میت غمر ہیں۔ یہ سب شہر زراعتی علاقوں کے درمیان واقع ہیں۔

صعید کے مشہور شہروں میں جیزہ، بنی، سویف، فیوم، منیا، سوہاج، جرجا، اقصر اور اسوان ہیں۔

ان میں سے بعض شہر موقع اور محل کی اہمیت کے علاوہ مصر کے قدیمی آثار قدیمہ پائے جانے کی وجہ سے بھی کافی اہم ہیں۔

مشہور مقامات اور قدیم تاریخی آثار:۔ نہر سوئز بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔ اس سے دنیا کے تجارتی اور دیگر تعلقات اس طرح وابستہ ہیں کہ مشرق و مغرب کے درمیان اس کو ایک تاریخی سرحد کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے نیز اس سے مشرق و مغرب کے مختلف بندرگاہوں کی مسافت بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ لندن سے بمبئی تک کی بحری مسافت براستہ راس امید دس ہزار سات سو تیس (۱۰۷۳۰) بحری میل ہے۔ اور براستہ سوئز صرف چھ ہزار تین سو (۶۳۰۰) بحری میل ہے۔ اس حساب سے لندن اور بمبئی کے درمیان بحری راستہ کی مسافت میں چار ہزار پانچ سو اکتالیس (۴۵۴۱) میل کی کمی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نیویارک سے بمبئی تک کی بحری مسافت براستہ راس امید گیارہ ہزار پانچ سو گیارہ (۱۱۵۱۱) بحری میل ہے اور براستہ سوئز آٹھ ہزار ایک سو دو (۸۱۰۲) بحری میل ہے۔ اس نہر کی کھدائی ۱۸۵۹ء میں شروع ہوئی اور اس کا باقاعدہ افتتاح ۱۸۶۹ء میں ہوا جبکہ اس نہر سے پہلی کشتی گذری۔ نہر سوئز کا طول ایک سو ایک (۱۰۱) میل اور کناروں کا درمیانی سب سے کم فاصلہ سو (۱۰۰) فیٹ ہے۔ اور سب سے کم

Marfat.com

گہرائی چھتیس (۳۶) فیٹ۔ اسماعیلیہ کے پاس اس کی سب سے زیادہ گہرائی ۵۲
فیٹ ہے۔ جملہ اخراجات تقریباً ستائیس کروڑ (۲۷۰۰۰۰۰۰۰) روپیہ ہوئے۔
بحری جہاز کی رفتار عموماً ۶ میل فی گھنٹہ رہتی ہے اور مدت عبور پندرہ گھنٹے ہے
چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) ٹن تک کا جہاز اس میں سے گذر سکتا ہے۔ بہت بڑا
جہاز جیسے کوئین میری نہیں جا سکتا۔ نہر سوئز کے دونوں کناروں پر چونکہ ریگستان
واقع ہے، اس لئے جہازوں کی آمد و رفت کی وجہ سے ریت نہر کی تہ میں بھر جاتی
ہے۔ اس لئے ہمیشہ چند جہاز ایسے متعین رہتے ہیں جن کا کام تہ میں سے ریت کو
نکال کر ساحل پر ڈالنا ہے اور چونکہ اس نہر کی چوڑائی بھی زیادہ نہیں ہے اس
لئے ایک وقت میں صرف ایک جانب سے جہازوں کو گذرنے کی اجازت دی جاتی
ہے۔ پھر چونکہ اس کی نگرانی میں بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں اس لئے محصول
بھی زیادہ وصول کیا جاتا ہے۔

نہر سوئز میں نئی بستیاں اور دلچسپ مقامات:۔ نہر سوئز کے جاری ہونے پر
جہاز رانی میں اضافہ ہوا اور اُس کے کنارے نئی بستیاں بن گئیں۔

پورٹ سعید، نہر سوئز کا شمالی باب الداخلہ ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ
بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) سے زائد ہے۔ اس وسیع بندرگاہ کا رقبہ تقریباً پانچ سو ستر
(۵۷۰) ایکڑ ہے۔ بندرگاہ کا روشنی گھر ایک سو اسی (۱۸۰) فیٹ بلند اور دس
لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) بتیوں کی قوت والا ہے۔ جس کی روشنی بیس میل کے فاصلہ تک
جہازوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ بندرگاہ میں داخل ہوتے ہوئے وسیع ساحل پر
فرڈی نینڈ ڈی لیسپس کا مجسمہ اور ہوٹل کی عمارت دکھائی دیتی ہے۔ بندرگاہ

بائیں جانب جدید شہر پورٹ فواد اور سوئز کمپنی کے کارخانہ جات ہیں اور سیدھی جانب اس کے دفتر کی خوشنما عمارت ہے جو تین سبز گنبدوں سے مزین ہے۔ پورٹ سعید سے قنطرہ تک نہر کا رخ جنوب کی طرف ہے اور اس کے مقابل سڑک۔ ریل کی پٹڑی اور میٹھے پانی کی نہر بھی بنی ہوئی ہے۔ سیدھی جانب ایک جھیل ہے اور بائیں جانب دلدل اور ریگستان ہے۔ پورٹ سعید بالکل نیا شہر ہے، پہلے یہ شہر موجود نہیں تھا، ہاں سوئز نام کا شہر کوئی دو ہزار (۲۰۰۰) سال پرانا ہے۔

(۲) القنطرہ۔ پورٹ سعید، سے القنطرہ پینتالیس (۴۵) کیلو میٹر پر واقع ہے۔ یہ زمانہ قدیم سے ہی خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ مصر فلسطین اور شام کے قافلوں کا مرکز رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر جاتے ہوئے کچھ دن یہاں قیام بھی فرمایا تھا۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس زمانہ میں اس شہر کی آبادی پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) تھی۔ ایرانیوں نے اس کو ۴۴۳ ق۔م میں مسمار کیا۔ اب اس کی حیثیت صرف فلسطینی ریلوے کے ایک صدر اسٹیشن کی رہ گئی ہے۔ نہر میں تجارت کشتیوں کے ذریعہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر ہوتی ہے۔

اسماعیلیہ۔ پورٹ سعید سے پچھتر (۷۵) .... کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ بڑا خوبصورت اور سرسبز و شاداب شہر ہے جہاں کمپنی کے محکمہ اور کارخانے بھی واقع ہیں۔ اس مقام پر نہر کا اتصال جھیل تمساح سے ہوتا ہے۔ یہ جھیل اسم بامسمی ہے، کیونکہ اس میں مگرمچھ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جھیل تمساح کے قریب خاکنائے سوئز کا بلند ترین خطہ ہے جو سطح سمندر سے تقریباً باون (۵۲) فیٹ

Marfat.com

بلندی پر واقع ہے۔ اسما علیہ اور کھاری جھیلوں کا درمیانی خطہ بے حد دلکش ہے جھیل تمساح سے گذرنے کے بعد جہاز جبلِ مریم کے قریب پھر نہر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس پہاڑی پر جنگِ عظیم کی ایک شاندار یادگار بنائی گئی ہے اور چند میل کی دوری پر شیخ عندلیق کا مقبرہ واقع ہے جو زائرین کا مرجع بنا رہتا ہے۔ جنگِ عظیم میں ترک قوم اسی مقام پر حملہ آور ہوئی تھی۔ یہاں سے دونوں جانب لہلہاتے سبزہ زار، کھیتیاں اور تاڑ کے جنگل نظر آتے ہیں۔ گذشتہ تہذیب کے آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یعقوبؑ علیہ السلام کے زمانہ میں یہ سرزمین عبرانیوں سے آباد تھی، جن کے فرزند یوسف علیہ السلام مصر کے وزیر مقرر ہوئے۔ اس مقام پر فراعنہ کے زمانہ کی نہر کی علامتیں بھی موجود ہیں۔

شہر سوئز۔ پورٹ سعید سے ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) میل پر شہر سوئز واقع ہے، جو نہر کا جنوبی باب الداخلہ ہے، اس کی آبادی تقریباً پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) ہے اور یہ جبلِ اطاقہ سے محصور ہے۔

پورٹ توفیق۔ یہ مشہور مقام نہر کے اختتام پر واقع ہے اور ریل کے ذریعہ شہر سوئز سے ملایا گیا ہے۔ یہاں بھی کمپنی کے دفاتر، بندرگاہ اور گودیاں موجود ہیں۔ بندرگاہ کے داخلہ پر جنگ عظیم کی ایک عظیم الشان یادگار موجود ہے جو ہندوستانی افواج کے شاندار کارناموں کا مظہر ہے۔ یہ جگہ آج بھی اپنی پوری اہمیت رکھتی ہے۔

چاہِ موسیٰ۔ یہ تاریخی اور متبرک مقام بحرِ احمر کے مشرقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہ مقام قابلِ دید ہے۔ اس مقام پر سوئز سے ایک دن میں پہنچ سکتے ہیں۔

Marfat.com

اہرام:۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اور بلند عمارت ہے۔ یہ قاہرہ میں دریائے نیل کو عبور کر کے تین میل کی مسافت پر واقع ہیں۔ اہرام مصر تین ہزار (۳۰۰۰) سال قبل از مسیحؑ سے ۱۸۰۰ ق۔م تک تیار ہوئے۔ ان میں مصر کے فرعونوں کی لاشیں مدفون ہیں۔ سب سے پرانا اہرام (ستارہ) کے مقام پر ہے اور سب سے بڑا قاہرہ کے پاس "جیزہ" کے مقام پر جو تقریباً تیرہ ایکڑ رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اصل میں یہ چار سو اکیاسی (۴۸۱) فیٹ اونچا تھا لیکن گھٹتے گھٹتے اب چار سو پچاس (۴۵۰) فیٹ رہ گیا ہے۔ جیزہ کے اہرام کے قریب ہی ابوالہول ہے یہ زمین سے ستر فیٹ اونچا اور ایک پچاس (۱۵۰) فیٹ لمبا ہے۔ دیوہیکل مجسمہ ہے۔ اس کے چہرے کی چوڑائی چودہ (۱۴) فیٹ ہے۔ یہ ایک چٹان سے تراش کر بنایا گیا ہے۔ اور اس دور کی سنگتراشی کا ایک باکمال نمونہ ہے۔ مجسمہ کا جسم شیر کا ہے، چہرہ مرد کا اور سر عورت کا۔ اس کی تراش میں دیدبہ وشوکت حسن ودلکشی اور سنجیدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اہرام، پتھر تراش کر انسانی ہاتھوں نے بنائے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدرتی پہاڑ ہیں۔ اہرام مصر اور ابوالہول دنیا کے سات عجائبات میں سے ہیں۔ فراعنۂ مصر کی یہ یادگاریں آج تک تماشا گاہِ عالم بنی ہوئی ہیں، اور مصر کی تاریخی عظمت کا ایک روشن نشان ہیں۔ ابوالہول سے متصل ہی فراعنہ کے زمانہ کی چند عبادت گاہیں، کچھ غار، اور شکستہ محلات ہیں۔ یہ مقام شہر کی سطح سے بہت بلندی پر واقع ہے یہاں سے قاہرہ کا منظر نیل اور اس کے دونوں کناروں پر باغات اور عمارتیں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

Marfat.com

یہ منظر نہایت پُر کیف ہے۔ قریب ہی سابق شاہ فاروق کی ایک تفریح گاہ ہے جو اب نمائش گاہ میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اس عمارت میں جو مصری مرمر استعمال کیا گیا ہے حسن و پاکیزگی اور صفائی کے لحاظ سے قابلِ دید ہے۔ سابق شہنشاہ کا تاج، بچپن کا گہوارہ، مسہری، بیش قیمت فرنیچر اور دوسری قیمتی چیزیں جوں کی توں اس میں محفوظ ہیں۔

مصر القدیمہ، قاہرہ کی صدیوں پرانی آبادی ہے۔ یہیں جامع ابن طولون اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی مسجد قرونِ اولیٰ کی یادگاریں ہیں۔ دریائے نیل کے کنارے پر منیل الروضہ واقع ہے۔ منیل الروضہ میں ایک بہت پرانا اور شکستہ محل ہے۔ فرعون کی بیوی نے اسی محل سے حضرت موسیٰؑ کے بہتے ہوئے تختہ کو دیکھا تھا اور فوراً نوکروں کو بھیج کر حضرت موسیٰؑ کو اٹھوا لیا تھا۔ اس محل کے قریب حضرت بایزید بسطامیؒ کا مزار ہے۔ قاہرہ شہر کے بالکل آخری اور مغربی حصے پر جبلِ مقطم کا دامن ہے۔ یہاں کی سطح پورے شہر سے کافی بلند ہے۔ جبلِ مقطم سے متصل قاہرہ کا مشہور "قلعۂ محمد علی" واقع ہے۔ قلعہ کے زیادہ تر حصے خدیو محمد علی ہی نے بنائے تھے لیکن اس کی بنیاد چھٹی صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے ڈالی تھی۔ قلعہ کے ایک حصے میں تاریخی نوادرات ہیں اور باقی تمام حصے فوجوں کے استعمال میں ہیں۔ اس قلعہ کی بناوٹ میں کچھ ترکی فن تعمیر کی جھلک ہے اور کچھ اطالوی۔ قلعہ کی سب سے اونچی سطح پر سید رفاعیؒ کی عظیم الشان مسجد ہے جو جامع سید رفاعی کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کا صحن جبلِ مقطم کی چوٹی کے ہم سطح ہے۔ محراب، گنبد اور میناروں کی پائداری۔ سنگینی اور

Marfat.com

بلندی دیکھنے والے کو حیران کر دیتی ہے۔ اس مسجد کے صحن سے تمام قاہرہ کی گھنی آبادی بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ کمالِ فنِ تعمیر کے لحاظ سے یہاں کی کوئی مسجد بھی جامع سید رفاعیؒ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسری تمام مساجد کی طرح یہاں بھی قالین کا فرش ہے ایک گوشے میں سید رفاعیؒ کا مزار ہے۔ چار بہت ضخیم اور نہایت بلند ستونوں پر ایک چرخی گنبد ہے جس کا قطر پچاس گز کے قریب ہے۔ مسجد کا اندرونی حصہ بیش قیمت مرمر اور دوسرے پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ محرابوں اور گنبد وغیرہ پر خالص سونے کی بیش قیمت مرصع کاری ہے۔ قلعہ کے مغربی اور غیر آباد حصّہ میں بعض شکستہ دیواریں اور آثار ہیں۔ انھیں آثار میں ایک کنواں بھی ہے جس پر ایک چھوٹا سا کتبہ لگا ہوا ہے جس پر "اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ" لکھا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کو اُن کے بھائیوں نے اسی کنویں میں ڈالا تھا۔ قلعہ کی حدود سے باہر ایک چبوترہ ہے۔ مصریوں میں مشہور ہے کہ کنویں سے نکالنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو اسی چبوترہ پر نیلام کیا گیا تھا لیکن یقینی طور پر اس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی کہ وہ مقامات یہی ہیں۔ قلعہ کے باہر چند اور مساجد بھی ہیں۔ جامع سید رفاعی کے بعد جامع سلطان حسن کا نمبر ہے، جو خدیو عباس کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ یہ بھی بہت شاندار جامع مسجد ہے۔ اندرونی حصّے نہایت مرصع اور دیدہ زیب ہیں۔ اس مقام سے ڈھائی میل دور جامع امام شافعیؒ ہے۔ اس مسجد کے شمالی حصّے میں حضرت امام شافعیؒ مدفون ہیں۔

اسکندریہ وغیرہ کی عمدہ اور خوشگوار آب و ہوا سے لطف اندوز

Marfat.com

ہونے کے لئے اور تاریخی آثار و عجائبات دیکھنے کے لئے ہزاروں سیاح خاص طور پر جاڑے کے موسم میں آتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی مصری اقتصادیات میں اہم مرتبہ رکھتی ہے۔

ملکِ مصر جغرافیائی، زراعتی، اقتصادی اور تجارتی خصوصیات کے لحاظ سے ترقی یافتہ عرب ممالک میں سب سے آگے ہے۔

سوڈان

محلِ وقوع:۔ سوڈان کا رقبہ جانبِ جنوب بحر جبل کے شہر نیمولی تک اور بحر الغزال کی نہروں کے سرچشموں تک دراز ہے۔ اس کے بعد سوڈان کی سرحدیں برطانوی نوآبادی یوگنڈہ اور بلجیم کی نوآبادی کانگو سے مل جاتی ہے۔ اس کے شمال میں مصر واقع ہے۔ سوڈان کی حدود ۲۲ خط عرض البلد تک پھیلی ہوئی چلی گئی ہیں۔ جانبِ مشرق سرزمینِ

....

حبشہ کے سلسلۂ کوہ سے اس کے حدود ٹکراتے ہیں۔ اور جانبِ مغرب بحیرۂ عرب کی نہروں کے انتہائی سرچشموں تک "جہاں فرانسیسی سوڈان کی نوآبادی دادائی واقع ہے" سوڈان کا رقبہ پھیلا ہوا ہے۔ مصر و سوڈان کے مابین کوئی حدِ فاصل نہیں اور نہ کوئی پہاڑ یا گھاٹی یا اور کوئی قدرتی سرحد ہے جو ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر سکے۔

رقبہ:۔ سوڈان کا رقبہ نو لاکھ ستر ہزار (۹۷۰۰۰۰) مربع میل ہے۔

آبادی:۔ سوڈان کی آبادی تقریباً اسی لاکھ (۸۰۰۰۰۰۰) ہے۔

سطح:۔ دوسرے ممالک کے مقابل سوڈان کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کی اراضی کا بہت بڑا حصہ مستوی اور چورس ہے۔ اور جوں جوں نیل کے بہاؤ کا رُخ شمال کو ہوتا جاتا ہے۔ سوڈان کی نرم و ہموار زمین کو تین طرف

Marfat.com

سے پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مشرق میں حبشہ کا سلسلۂ کوہ جنوب میں
جھیلوں کا پلیٹو اور جنوب مغرب میں وہ بلند مقامات "جو حوض نیل کو....
... حوض کانگو سے علیحدہ کرتے ہیں" واقع ہیں۔

سوڈان کے علاقوں میں سب سے اونچا علاقہ وہ مشرقی علاقہ ہے جو بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ اسی طرح مغرب میں "دارفور" کے اطراف و جوانب مرتفع اور بلند ہیں۔ دریائے نیل جھیلوں کے پلیٹو سے اترنے کے بعد سوڈان کی ان نرم و ہموار زمینوں میں بہتا ہے اور اس کے بعد چورس علاقے میں بہنے لگتا ہے۔ اس وقت اس کی رفتار سست ہو جاتی ہے اور اس کا پانی دونوں جانب بہنے لگتا ہے۔ بہت سا پانی تالابوں میں بھی چلا جاتا ہے۔ بحر جبل بحر زراف اور بحر غزال کے بہاؤ کا بھی یہی حال ہے۔

آب و ہوا:۔ سوڈان دنیا کے گرم خطوں میں سے ہے کیونکہ وہ خط سرطان کے مدار اور خط استواء کے درمیان واقع ہے۔ اسی لئے اس کی آب و ہوا عام طور پر گرم ہے۔ گرمی کے موسم میں خصوصیت کے ساتھ آب و ہوا کافی گرم ہو جاتی ہے۔ سوڈان کا شمالی علاقہ جنوبی علاقہ کی نسبت زیادہ سخت خشک، اور ریگستانی ہے، اسی لئے یہاں کی آب و ہوا اور بھی زیادہ گرم اور خشک ہے یہ سختی و خشکی بارش کی کمی اور نباتات کی روئیدگی نہ ہونے کے باعث ہے۔ سوڈان کے بلند پہاڑی علاقوں کی آب ہوا میدانی نشیبی علاقوں کی آب و ہوا سے زیادہ معتدل ہے۔ ان علاقوں میں موسم گرما میں خوب بارش ہوتی ہے۔ جنوبی علاقوں میں خطِ استواء کے قریب

Marfat.com

ہونے کی وجہ سے پورے سال بارش ہوتی ہے۔ شمالی حصّہ میں جنوبی حصّہ کی بہ نسبت بارش کم ہوتی ہے۔ شمالی خرطوم میں خطۂ نوبہ میں بارش بالکل نہیں ہوتی۔ یہ علاقہ اسی طرح خشک ترین علاقہ ہے، جس طرح صعید مصر کے اطراف وجوانب کا بہت بڑا علاقہ۔ سوڈان کو آب وہوا کے لحاظ سے ہم دو حصّوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ ایک خرطوم کا شمالی علاقہ، یہ سخت گرم علاقہ ہے۔ اس علاقہ میں بارش ہی بہت کم ہوتی ہے۔

دوسرا خرطوم کا جنوبی علاقہ، اس علاقہ میں شمالی علاقہ سے بہت کم گرمی پڑتی ہے اور بارش خوب ہوتی ہے۔

زراعت ونباتات اور مویشی۔ سوڈان کا بہت بڑا رقبہ اُفتادہ ہے جہاں کاشت وغیرہ نہیں ہوتی۔ اسقدر وسیع رقبہ میں سے صرف تھوڑے سے حصّہ میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ رقبہ کی وسعت اور آبادی، خصوصًا کاشتکاروں کی کمی ہے۔

سوڈان کے علاقے بارش اور گرمی کے لحاظ سے مختلف واقع ہوئے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ روئیدگی کا معیار بھی مختلف ہے۔ بحر الغزال اور بحر سوباط کے بڑے رقبہ میں سرسبز وشاداب اور گھنے جنگل پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں بھی پیداوار کی کمی ہے۔ اگر صحیح اور عمدہ انتظام ہوجائے تو ان سرسبز جنگلوں کے بہت بڑے حصّے سے اچھی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ ان جنگلوں کے شمالی علاقے اور خصوصًا بحر غزال اور بحر سوباط کے نچلے حصوں میں لمبی اور ہری گھاس کے خطے ہیں۔ بہت سے

Marfat.com

علاقوں میں یہ چراگاہیں خود رو ہیں۔ چند علاقوں کو چھوڑ کر عام طور سے زراعت کی طرف توجہ نہیں کی گئی ہے۔ اِن علاقوں میں مویشی گائے۔ بھینس وغیرہ اور جنگلی جانور شتر مرغ، زرافے اور ہرن گھاس چرتے رہتے ہیں۔ اکثر جنگلی درندے بھی آجاتے ہیں۔ اِن علاقوں کے اکثر باشندوں کا پیشہ شکار کھیلنا اور مویشی پالنا ہے۔ یہاں کاشتکاری معمولی طور پر کی جاتی ہے۔ اور اُس علاقے میں جو سابقہ خطہ کے شمال میں واقع ہے، اور سفید نیل اور نیلے نیل اور دار اور عطبرہ پر واقع ہونے والے بہت بڑے رقبوں میں، اور کردفان میں نباتات میں صرف چھوٹی چھوٹی گھاس اُگتی ہے۔ اِن علاقوں میں درخت کم پائے جاتے ہیں، اور یہ علاقہ بہت دُور دُور تک خشک ہے۔ یہاں کے درختوں میں بیشتر صمغِ عربی (ببول کے گوند) کے درخت ہیں۔ صمغِ عربی کی تجارت کے لحاظ سے دنیا کے تمام ممالک میں سوڈان کا پہلا نمبر ہے۔

کردفان شہر صمغ عربی کے اکٹھا کرنے اور اُس کی تجارت کے لئے مشہور ہے۔ سوڈان سے جو چیزیں بیرونی ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں اُن میں صمغ عربی کو روئی کے بعد دوسرا نمبر حاصل ہے۔

صمغ عربی کی پیداوار جتنی سارے عالم میں ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ سوڈان میں ہوتی ہے — ان چھوٹی گھاس والے علاقوں میں بھیڑ بکریوں کے کثیر گلے چرتے ہیں، بعض حصوں میں اونٹ اور گھوڑے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہاں خانہ بدوش لوگ رہتے ہیں

اِن لوگوں کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہوتا بلکہ جہاں اچھی چراگاہیں پاتے ہیں وہیں چلے جاتے ہیں۔ اور جب ایک مقام کی گھاس ختم ہو جاتی ہے تو یہ اپنے گلوں کو دوسرے مقام پر لے جاتے ہیں۔ البتہ اب بعض اطراف میں مواصلات کے ذرائع قائم ہو جانے کے بعد جیسے لمبی ریلوے لائن جو بحرِ روم تک پھیلی ہوئی ہے" یا بعض قدرتی چراگاہوں کو نیل کے ذریعہ سیراب کر کے زراعتی زمینوں میں بدلنے کے بعد سوڈان کی اقتصادی زندگی میں حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ جن علاقوں میں کھیتی شروع کی گئی ہے اُس کی اچھی مثال برکہ اور خور ذی جاش کے علاقے اور وہ علاقے ہیں جو سفید اور نیلے نیل اور عطبرہ پر واقع ہیں۔ کردفان اور دارفور کی سرسبز و شاداب چراگاہوں کے علاقے اور خصوصاً ارض جزیرہ، کسلا اور پورٹ سوڈان کے جنوبی حصے طوکر کی نرم و زرخیز زمینیں اور دریائے نیل کے جزیرے کھیتوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ان علاقوں میں باقاعدہ پلانوں اور نجاویز کے تحت کھیتی شروع کی گئی ہے۔ البتہ ان علاقوں میں جن میں جنگل بکثرت ہیں یا جن میں گھاس ہی گھاس ہے یا شمالی سوڈان کے بڑے صحرائی رقبہ اور خطہ نوبہ .... اور پہاڑی خطہ میں زراعت بالکل نہیں ہے۔ اِن ریگستانوں میں آبادی بھی بہت کم اور بعض میں بالکل نہیں ہے۔ سوڈانی ریگستانوں میں نشیبی زمینوں، چشموں اور کنوؤں کی کمی کے باعث نخلستان بہت کم ہیں۔ شمالی سوڈان میں بارش کی کمی اور سخت خشکی کے باعث زراعت کا انحصار آب پاشی پر ہے۔ اور جنوبی سوڈان میں زراعت کا انحصار بارش پر ہے۔ سوڈان کی قیمتی اور اہم زراعت روئی ہے۔ روئی کی پیداوار جزیرۂ کسلا اور طوکر کے علاقوں میں

میں زیادہ ہوتی ہے۔ روئی کے بعد صمغِ عربی کی اہمیت ہے جو کردفان، دارفور اور سوڈان کے مشرقی علاقوں میں کثرت سے جمع کیا جاتا ہے اور پورٹ سوڈان سے اُس کا بڑا حصّہ برآمد کیا جاتا ہے۔ سوڈان کی زرعی پیداوار میں مکئی کی پیداوار بھی اہم ہے جس پر لوگوں کی معیشت کا دارومدار ہے۔ اِس کے علاوہ تِل۔ سوڈانی باقلا، لوبیا، اور کھجور بھی پیدا ہوتی ہے۔ سوڈان کی وسیع چراگاہوں میں بھیڑ بکریوں اور دوسرے مویشیوں کی خوب نشوونما ہوتی ہے اور اُن کی تجارت عام ہے۔ خصوصًا یہ چوپائے مصر جا کر فروخت ہوتے ہیں۔ اِن میں سے بعض چوپایوں کو وادی حلفا کے راستے اور بعض کو پورٹ سوڈان سے بحرِ احمر کے راستے مصر لیجایا جاتا ہے۔ مشرقی سوڈان میں اونٹ پالے جاتے ہیں۔ صحرا کے راستے مصر کی مشرقی جانب بھی یہ مویشی بھیجے جاتے ہیں اور وہاں کے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں اِن مویشیوں سے حاصل کردہ چمڑے کی تجارت ہوتی ہے۔ سوڈان ہاتھی دانت کے لئے بھی مشہور ہے۔ نیل کے بلند علاقوں میں ہاتھی کا شکار بکثرت کیا جاتا ہے اسی طرح یہاں شتر مرغ کے پیروں کی تجارت بھی کی جاتی ہے۔

آباد و ترقی یافتہ مراکز اور مشہور شہر۔ رقبہ کے لحاظ سے سوڈان ایک وسیع ملک ہے اس کے حدود دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ملکِ مصر سے اُس کا رقبہ ڈھائی گنا بڑا ہے۔ لیکن اس کی آبادی بہت کم ہے۔ آبادی کا بڑا حصّہ دریائے نیل اور اُس کی نہروں کے قریب زندگی بسر کرتا ہے۔ آبادی کی کمی کا ملک کی عام زندگی پر نمایاں اثر ہے۔ جنوبی سوڈان میں افریقی زنگی قبائل آباد ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگوں کا پیشہ مویشی پالنا ہے اور کچھ لوگ شکار پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بہت کم

لوگ کھیتی کرتے ہیں۔ سوڈان کی شمالی جانب کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد عربی النسل ہے، یہ لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پالتے ہیں اور کاشتکاری کرتے ہیں۔ روئی اور مکئی یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ صنعت کو یہاں زیادہ فروغ نہیں ہے۔

سوڈان کا دارالحکومت خرطوم ہے۔ یہ شہر نیلے نیل اور سفید نیل کے سنگم پر واقع ہے۔ یہاں سفید نیل اور نیلا نیل مل کر ایک دریا بن جاتے ہیں۔ خرطوم شہر ریلوے لائن کا بھی بہت بڑا مرکز اور سوڈان کا بہت بڑا تجارتی شہر ہے، اور یہ شہر یورپ کے جدید شہروں کا مقابلہ کرتا ہے۔ خرطوم پورا از سر نو تعمیر کیا گیا ہے اس کی سڑکیں اور گلیاں جدید طریقہ پر بنائی گئی ہیں۔ سوڈان کا دوسرا بڑا اور اہم شہر ام درمان ہے۔ لیکن یہاں خرطوم کی طرح مغربی تمدن اور تعمیراتی انقلاب ابھی نہیں آیا ہے۔ سوڈان کے داخلی شہروں میں جن پر ریلوے لائن گذرتی ہے وادی حلفا، ابو محمد، بربر۔ عطبرہ اور شندی بڑی اہمیت کے مالک ہیں اور خطہ جزیرہ میں وادی مدنی، سنار اور کوستی مشہور مقامات ہیں۔ اور سفید نیل کے مغرب میں کردفان اور دارفور میں فاشر اہم شہر ہیں۔

سوڈان کی بندرگاہوں میں پورٹ سوڈان سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ یہ بندرگاہ بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ ملک کے غلہ کا بیشتر حصہ اسی بندرگاہ کے ذریعہ درآمد و برآمد کیا جاتا ہے۔ سوڈان کے شرق میں کسلا اور رقفارف واقع ہیں، یہ دونوں مشرقی سوڈان کی زرعی پیداوار میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوڈان کے جنوب میں ملاکال، ناصر اور جوبا واقع ہیں۔

Marfat.com

لُبنان

محلِّ وقوع - لبنان بحرِ روم کے مشرق میں ایک عرب ملک ہے جو بحرِ روم کے ساحل کے درمیانی حصہ پر واقع ہے - لبنان کے شمال اور مشرق میں شام اور جنوب میں فلسطین ہے - لبنان اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے اور اس لحاظ سے کہ اس کے ساحل پر طرابلس و بیروت کی بندرگاہیں ہیں شام کی تجارت کا ایک اہم راستہ ہے -

رقبہ - لبنان رقبہ کے لحاظ سے بہت چھوٹا ملک ہے - اس کا رقبہ دس ہزار ایک سو سات (۱۰۱۰۷) مربع کیلومیٹر سے زائد نہیں ہے - فلسطین کی سرحد سے شام کی سرحد تک یہ دو سو دس (۲۱۰) کیلومیٹر رقبہ میں پھیلا ہوا ہے - اور ساحل سے اندرونِ ملک تک اس کا عرض پچیس اور پچاس کیلومیٹر کے درمیان ہے -

آبادی - اس چھوٹے سے ملک میں پندرہ لاکھ (۱۵۰۰۰۰۰) کے لگ بھگ انسان زندگی گذارتے ہیں - آبادی کا ایک تہائی حصہ شہروں میں رہتا ہے اور آبادی کا ⅕ بیروت کے باشندوں پر مشتمل ہے - باشندوں کی بڑی تعداد ساحلی شہروں، پہاڑی وادیوں اور پہاڑوں کے مغربی دامنوں میں آباد ہے -

سطح - لبنان کی سطح تنگ ساحلی نرم و زرخیز زمین سے بنی ہوئی ہے، جس سے متصل پہاڑوں کے دو متوازی سلسلے ہیں جو شمال سے جنوب کی جانب پھیلے ہوئے ہیں - ان دونوں سلسلوں کے درمیان بلند زرخیز زمینیں ہیں جو بقاع کے

نام سے مشہور ہیں۔ ساحلی علاقہ بہت ہی زرخیز اور شاداب ہے۔ پہاڑوں کا پھیلاؤ اس علاقہ کے حصوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اِن حصوں میں سب سے زیادہ فصل بیروت کے قریب تقریباً چھ (۶) کیلو میٹر ہے۔ اور اِس ناقورہ کے پاس پتھریلا علاقہ سمندر تک پہنچ گیا ہے۔ بحر روم کے مشرقی ساحل پر واقع ہونے والے عرب ممالک کے پہاڑوں میں لبنان کے پہاڑ سب سے زیادہ بلند ہیں۔ اونچی نیچی پتھریلی زمینوں، اور نیچے اوپر پتھروں کے جماؤ اور پہاڑوں پر بارش ہونے کی وجہ سے چشمے پھوٹ نکلے ہیں۔ یہ چشمے پہاڑوں کے مغربی دامنوں میں سطح سمندر سے ایک ہزار اور ڈیڑھ ہزار (۱۰۰۰،۱۵۰۰) میٹر کے درمیان بلندی پر گرتے ہیں۔ چشموں کا اِس مخصوص طرز پر جاری ہونا اور گرنا قدرتی عجائبات میں سے ہے۔ جو لبنان کے سوا مشرقِ وسطیٰ کے کسی ملک میں نہیں پایا جاتا۔ اِن میں سے بعض بڑے چشموں سے زمین کا بہت بڑا رقبہ سیراب کیا جا سکتا ہے۔ ان چشموں اور مختلف قسم کے پتھروں کی عمدہ مٹی پائے جانے کی وجہ سے لبنانی پہاڑوں کی درمیانی زمینیں بہترین زراعتی زمینیں ہیں۔ اِن میں بہت اچھی کاشت ہوتی ہے۔ یہ علاقے ملک کی سب سے بڑی دولت ہیں۔ لبنان کے پہاڑوں کے مشرق میں بقاعِ عالی کا زرخیز علاقہ ہے۔ بقاعِ عالی کا صرف شمالی حصہ اونچا اور پتھریلا ہے۔ اس حصہ کی زمین اچھی نہیں ہے۔ بقاع کے شمال سے دریائے عاصی نکلتا ہے۔ جو لبنان کے دو پہاڑی سلسلوں کا پانی حاصل کرتا ہے۔ اس کے قریب ہی سے دریائے لیطانی نکلتا ہے۔ دریائے لیطانی انتہائے مغرب میں پہنچ کر بحر روم میں گرنے سے

پہلے گہرے تنگ راستہ کے ذریعہ پہاڑوں کو کاٹتا ہوا بقاع میں جانب جنوب بہتا ہے۔ پھر بلند حصے میں دونوں دریاؤں کے دہانے جدا ہو جاتے ہیں۔ سطح سمندر سے تقریباً ایک ہزار میٹر کی بلندی پر بعلبک شہر "جس کا قدیمی معبد مشہور رہے" واقع ہے۔ اس شہر کو مشرقی و مغربی دونوں جانب سے پہاڑ گھیرے ہوئے ہیں۔ بقاع کے علاقہ کے مشرقی حصہ میں لبنان کے مشرقی پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ یہ سلسلہ مغربی پہاڑوں کے سلسلے سے متصل ہے۔ یہاں پانی کی قلت ہے چشمے بھی کم ہیں۔ اور بارش کا پانی بھی پتھروں کی بڑی چٹانوں میں کھو جاتا ہے جو پھر مشرقی نشیبی ڈھلواں حصہ کے قریب چھوٹی چھوٹی ندیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نہریں شام کے دیہی علاقہ کی طرف بہتی ہیں اور کھاری حوضوں میں مل جاتی ہیں۔

آب وہوا اور پیداوار۔ لبنان میں بارش خوب ہوتی ہے۔ خصوصاً جاڑے کے موسم میں بارش کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گرمی کے دنوں میں ایک ماہ یا اس سے کچھ زائد بارش کا سلسلہ منقطع رہتا ہے۔ کثرتِ بارش اور سطح زمین کی مناسبت کے باعث بجلی پیدا کرنے کے بہت اچھے مواقع ہیں لیکن اس کے باوجود یہاں بجلی کے صرف چند پاور ہاؤس ہیں۔ مستقبل میں پانی کے سلسلہ سے بہت سے پلان بنائے جانے کا امکان ہے جن سے ملک کو کئی طرح کے فائدے پہنچیں گے۔ ان پلانوں کے ذریعہ ملک میں عمدہ پینے کے پانی میں بھی اضافہ ہوگا۔ روشنی کا اچھا انتظام ہو جائے گا اور آب پاشی کی سہولتیں میسر آئیں گی۔ بقاع کے علاقہ کی بلند و زرخیز زمینوں میں اور ساحلی علاقہ

میں زیادہ کاشت کی جاتی ہے۔ پہاڑی وادیوں اور ٹیلوں کے اطراف میں
صرف انگور اور دوسرے میوہ جات کے درخت اُگائے جاتے ہیں۔ لبنان
کی خاص اور اہم پیداوار اعلےٰ قسم کے پھل اور میوہ جات ہیں۔ ان پھلوں
میں کشمش، شفتالو، بہی، امرود، سیب اور زیتون ہیں۔ لیکن یہ ایک
حقیقت ہے کہ لبنان میں صرف دو فیصد آبادی کاشتکاری کرتی ہے۔
لبنان میں صنوبر کے درخت، شاہ بلوط، صنوبر حلب، سرو کے درخت
اور بعض مخروطی شکل کی قسموں کے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔
تجارت و صنعت ۔ لبنان زیادہ تر تجارتی ملک ہے۔ جہاں کے
تمام پیشوں اور کاموں میں تجارت کا پہلا نمبر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
یہ ملک مشرق و مغرب کی تجارت کے درمیان ایک سنگم اور شاہراہ ہے۔
مختلف قسم کی مصنوعات، شکر اور چاول وغیرہ درآمد کئے جاتے ہیں۔ پھل
اور میوہ جات اور ان سے بنی ہوئی چیزیں مُربے، اچار وغیرہ یہاں کی
سب سے اہم برآمد ہیں۔ ملکِ شام کی تجارت کا دارومدار بھی لبنان اور
اُس کی بندرگاہوں ہی پر ہے۔ بندرگاہوں کے ذریعہ لبنان کا دنیا کے
تجارتی ملکوں سے مضبوط تعلق اور رشتہ ہے اور اسی وجہ سے لبنان مغربی
اثرات سے عراق اور شام کی بہ نسبت زیادہ متاثر ہوا ہے۔ لبنان کے
صدر مقام بیروت اور طرابلس میں روئی کاتنے اور اُون بننے کی نئی صنعتیں
فروغ پا رہی ہیں۔ ریشم کی صنعت یہاں کی پرانی صنعت ہے۔ دوسری پرانی
دستکاریاں بھی جدید صنعتوں کے ساتھ ساتھ ابھی تک چل رہی ہیں۔

زیتون کا تیل نکالنے کی صنعت بھی لبنان کی اہم صنعت ہے۔ زیتون کا تیل بیرونی ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔ گذشتہ زمانہ میں لبنان کے پہاڑوں پر صنوبر کے جنگل چھائے ہوئے تھے۔ صنوبر کے درختوں کی لکڑی مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک خصوصاً مصر کو برآمد کی جاتی تھی۔ اب صنوبر کے بہت تھوڑے جنگل باقی ہیں۔ البتہ اب یہاں درخت لگانے اور جنگلات کا رقبہ بڑھانے کا پلان بنایا جا رہا ہے۔

مشہور شہر اور بندرگاہ ۔ بیروت، لبنان کی راجدھانی اور سب سے اہم بندرگاہ ہے۔ بیروت مشرقی بحر روم کے شمالی ممالک میں سب سے اہم بندرگاہ ہے۔ یہ ایک بہت خوبصورت جدید وضع کا شہر ہے اور اس کی بندرگاہ بہت عمدہ ہے۔ اندرون ملک سے اس کے مواصلات نہایت آسان ہیں۔

طرابلس، کرکوک (عراق) کی پائپ لائن کی دو انتہاؤں میں سے ایک انتہا ہے۔ پٹرول کی وجہ سے اس کی رونق میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ یہ ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ بہت سے لبنانی باشندے قریبی عرب ممالک خصوصاً مصر ہجرت کر کے چلے گئے ہیں اور ان میں سے بہت سے امریکہ میں بس گئے ہیں۔ انھوں نے اپنی کوشش و محنت اور فراست و ذہانت سے امریکہ کے تجارتی و صنعتی میدانوں میں کافی ترقی کی ہے اور ممتاز حیثیت کے مالک ہو گئے ہیں۔ غیر ممالک میں رہنے والے لبنانیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد ہے لیکن اپنے اصلی وطن سے بھی ان کا تعلق و رشتہ بہت مضبوط ہے۔

Marfat.com

شام

محلِ وقوع ۔ بحرِ روم کے مشرقی ساحل کے شمالی حصّہ پر ملکِ شام واقع ہے۔ شام کے شمال میں ترکی، جنوب میں فلسطین اور اردن، مشرق میں عراق اور مغرب میں لبنان اور بحرِ روم ہے۔ ملک شام بحرِ روم اور دجلہ و فرات کے علاقہ کے درمیان اتصال کی ایک اہم کڑی ہے۔

رقبہ ۔ شام رقبہ کے لحاظ سے فلسطین و لبنان دونوں سے بہت بڑا ہے۔ شام کا رقبہ ایک لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو اڑتالیس (۱۸۸۳۴۸) مربع کیلومیٹر ہے یعنی شام فلسطین سے پانچ گنا بڑا ہے۔ شام کے بڑے رقبہ کے لحاظ سے اس کا ساحل چھوٹا ہے۔ ساحل پر لاذقیہ بندرگاہ واقع ہے۔

آبادی ۔ شام کے باشندوں کی تعداد چالیس لاکھ (۴۰۰۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے۔ دو تہائی باشندے شہروں میں رہتے ہیں اور باقی دیہات میں۔

سطح ۔ شام کے شمالی مغربی حصّہ پر (جو ساحلِ سمندر پر واقع ہے) جبلِ انصاریہ واقع ہے۔ جبلِ انصاریہ شمالی شام کا ایک اہم پہاڑی خطہ ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کے مغربی دامن کاشت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہاں کی آبادی گنجان ہے۔ جبلِ انصاریہ کے قریب جانبِ جنوب نشیبی حصّہ پایا جاتا ہے۔ اس حصہ میں حلب، حماہ اور حمص شہر واقع ہیں۔ اس علاقہ

کے تمام باشندے کاشتکار ہیں اور اس نشیبی حصّہ کے مشرق میں تدریجی طور پر زمین اونچی ہوتی چلی گئی ہے اور ایک مستوی پلیٹو بن گئی ہے۔ اس پلیٹو کی زمین کا بیشتر حصّہ سرسبز و شاداب اور قابلِ زراعت ہے۔ دریائے فرات اناطول کے پلیٹو پر گرنے کے بعد شام کے شمالی مشرقی حصّہ کو کاٹتا ہے دریائے فرات۔ عراق سے آتا ہے۔ اناطول کا پلیٹو اس کے راستہ میں پڑتا ہے سو دریائے فرات شام کی شمال مغربی سرحد پر واقع جرابلس کو کاٹتا ہوا شام کے شمال مشرقی حصّہ میں بہتا ہوا شام کے جنوبی شمالی سرحد پر واقع ابو کمال سے گذرتا ہے اور پھر عراق میں داخل ہو جاتا ہے۔ دریائے فرات پر شام کے دو مشہور شہر رقہ اور دیر وز واقع ہیں۔ شام کے جنوبی اطراف حوران اور جبل دیوز کی سطح پر دمشق کے جنوب میں آتش فشاں پہاڑ واقع ہیں۔ جن کا لاوا بہت بڑے رقبہ پر چھایا ہوا ہے۔ اردن میں بھی یہی آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ بحر روم کے مشرقی حصّہ میں غالباً یہ سب سے اونچے قدرتی خطے ہیں۔

آب و ہوا اور پیداوار۔ ملکِ شام میں جاڑے کے موسم میں بارش ہوتی ہے ساحل پر اور پہاڑی اطراف میں بارش بکثرت ہوتی ہے۔ شمال میں اناطول کے دامنوں کے پاس متوسط درجہ کی بارش ہوتی ہے۔ مشرق اور جنوب کی طرف جس قدر بڑھتے جائیں گے اسی قدر بارش میں کمی ہوتی جائے گی۔ اسی وجہ سے ساحلِ سمندر کے قریب پہاڑوں پر جنگل زیادہ ہیں۔ اور اندرون ملک میں جنگل کم ہیں۔ اندرونِ ملک میں اسٹپس (خاص قسم کی چراگاہ) چراگاہیں پائی جاتی ہیں اور اس کے بعد ریگستان ہی ریگستان ہے جہاں خشکی کے سوا کچھ نہیں پایا جاتا۔

Marfat.com

اسٹیپس کے اطراف میں جن مقامات پر وافر پانی موجود ہے کھیتی کی جاتی ہے۔
شام کا اہم زراعتی خطہ دمشق میں خطۂ غوطہ ہے۔ بہرحال شام ایک زراعتی ملک ہے۔ گیہوں اور جو یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ یہ دونوں اناج جاڑے کے موسم میں بوئے جاتے ہیں اور مئی کے مہینہ میں کاٹے جاتے ہیں۔ جزیرہ کی نرم و زرخیز زمینوں میں، حمص و حماہ میں، اور دمشق کے جنوب میں حوران کے اطراف میں بہت اچھی کاشت ہوتی ہے۔ دمشق کے اردگرد بہت سی وادیوں میں زیتون کی کاشت بھی کی جاتی ہے، اور زیتون سے تیل نکالا جاتا ہے۔ اناج کے علاوہ انگور اور بہت سی قسم کے دوسرے پھل اور میوہ جات انجیر، شفتالو، امرود، کشمش اور بادام یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔ لاذقیہ کے آس پاس زمینوں میں روئی اور طباق (ایک خاص قسم کا پھل) کی بہت عمدہ کاشت ہوتی ہے اور جن مقامات پر پانی کی کمی کے باعث اچھی کاشت نہیں ہوتی وہاں مویشی بھیڑ، بکریاں پائی جاتی ہیں۔ بھیڑوں کے اون سے جانمازیں تیار کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ریشم کی پیداوار بھی ہے۔

صنعت و تجارت۔ ملکِ شام اپنی مصنوعات کے لئے بہت مشہور ہے۔ موجودہ زمانہ میں بہت سی صنعتوں خصوصاً کاتنے اور بننے کی صنعت کو اور بھی فروغ ہو رہا ہے۔ دارالسلطنت دمشق اور دوسرے بڑے شہروں میں بننے اور کاتنے کے کارخانے زیادہ ہیں۔ اس صنعت کا دارومدار روئی اور اون (جو یہاں درآمد کیا جاتا ہے) پر ہے۔ شہر حلب کڑھے ہوئے کپڑے کی صنعت کیلئے کافی مشہور ہے۔ یہاں کا کڑھا ہوا کپڑا باہر سے آنے والے سیاحوں کو کافی مرغوب

ہے۔ یہ لوگ کڑھے ہوئے کپڑے بڑے شوق سے خریدتے ہیں۔ اس کے علاوہ معمولی روزمرہ کی بننے کی صنعت دمشق، حلب، حمص، اور حماہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹے کارخانوں میں صنعت کے جدید طریقے زیادہ رائج نہیں ہوئے ہیں۔ ملکِ شام اپنے وقوع کے لحاظ سے تاریخ کے ہر دور میں مشرق و مغرب کے درمیان تجارت کا اہم مرکز رہا ہے۔ دمشق، حلب، حمص اور حماہ میں تجارت اور لین دین کے بڑے بڑے بازار اور منڈیاں ہیں، لیکن موجودہ دور میں تجارت کا بڑا حصہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب پٹرول کی پائپ لائن کے گذرنے کی وجہ سے (جس کے ذریعہ عراق سے بحرِ روم کے ساحل تک پٹرول لے جایا جاتا ہے) اس کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ترقی یافتہ اور مشہور شہر۔ دمشق، ملک کا دار الخلافہ اور ریلوے لائن کا نہایت اہم مرکز ہے۔ یہ ریلوے لائن کے ذریعہ بیروت سے ملتا ہے۔ ریلوے لائن جنوباً دمشق سے اردن کے شہر معان تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ریلوے لائن "حجازی ریلوے لائن" کے نام سے مشہور ہے۔ دمشق سے ریاق کے راستہ ریل کے ذریعہ حمص اور حماہ تک پہنچا جا سکتا ہے اور شمال میں حلب سے ریلوے لائن کے ذریعہ دمشق ملا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دمشق میں موٹروں کے لئے ایک اہم صحرائی راستہ بھی ہے جو دمشق کو بغداد سے ملاتا ہے۔

صنعت و تجارت کی وجہ سے بھی دمشق کافی مشہور ہے۔ اس کے علاوہ دمشق ایک قدیم تاریخی شہر ہے۔ پہلے زمانہ میں بھی یہ شام کا دار السلطنت رہا ہے۔ اور اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے زمانہ قدیم سے یہ بہت سی خصوصیات کا حامل ہے۔

Marfat.com

مثلاً پرانے زمانہ سے اُس میں ایک ایسی منڈی ہے جس میں صحرائی (ریگستانی) راستوں پر چلنے والے قافلوں کے راستے آکر ملتے ہیں۔ اور اس کی خاص وجہ یہاں کا وافر پانی ہے جس سے انسان اور مویشی بخوشی اپنی ضروریات پوری کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دمشق میں روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کا سامان ریشم، روئی، اُون، لوہا، لکڑی آسانی سے دستیاب ہوجاتا ہے۔ دمشق کے اِرد گِرد غوطہ کی سرسبز و شاداب زمین ہے جس کی شاندار زرعی پیداوار کی بدولت دمشق خانہ بدوش اور کسانوں کے درمیان اناج وغیرہ کے تبادلہ کا ایک بڑا اور اہم مرکز بن گیا ہے۔ دارالحکومت دمشق ایک عظیم تفریح گاہ بھی ہے، یہاں سیاح لوگ آتے ہیں اور یہاں کا ملکی سامان خریدتے ہیں جو انھیں نہایت مرغوب ہے۔ دمشق بہت خوبصورت شہر ہے یہاں کی جامع مسجد جسے "جامعِ دمشق" کہا جاتا ہے بہت مشہور ہے۔

حلب۔ دمشق کے بعد شام کا سب سے بڑا شہر شمار کیا جاتا ہے۔ حلب کئی جغرافیائی اسباب کی بناء پر قدیم زمانہ سے امتیازی حیثیت و شہرت کا مالک ہے۔ ترکوں کی حکومت کے زمانہ میں یہ سلطنت کا دوسرا عظیم شہر رہا ہے۔ شمال میں اناضول کے درمیان، مغرب میں بحر روم کے ساحل اور اس کی بندرگاہوں کے درمیان، جنوب میں دمشق، حمص، حماہ اور لبنان کی منڈیوں کے درمیان، مشرقی جنوب میں شام کی چراگاہوں کے درمیان مشرق میں عراق کے نرم و زرخیز علاقے کے درمیان حلب ایک اہم ذریعۂ اتصال ہے۔ اور اسی لئے یہ اُون، مویشی، چرمی سامان، اناج

نخلستانوں کے پھلوں، بڑے شہروں اور بندرگاہوں کے بنے ہوئے سامان لکڑی، شیشے اور ایشیائے کوچک کی دیگر معدنیات کا عمدہ اور بارونق بازار ہے۔

شام کے دوسرے مشہور شہر حمص وحماہ وغیرہ ہیں۔

شام کے ساحل پر لاذقیہ بندرگاہ واقع ہے۔ یہ ایک چھوٹی بندرگاہ ہے، لیکن سرزمینِ شام کی بھی ایک بندرگاہ ہے جو کافی اہم ہے۔ اسی وجہ سے شام کی تجارت کا دارومدار لبنان خصوصاً بیروت کی بندرگاہ پر ہے۔ کیونکہ لبنان اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے جنوبی شام کے بڑے حصے "جہاں دارالسلطنت دمشق واقع ہے"۔ اور سمندر کے درمیان حدِ فاصل ہے۔

جس طرح سرزمینِ شام اپنے مرغزاروں اور سبزہ زاروں کی وجہ سے ایک حسین ترین ملک ہے اسی طرح وہ اپنے باشندوں کے لحاظ سے بھی ایک خوبصورت ملک ہے۔ تمام عرب ممالک میں سب سے زیادہ خوبصورت اور شکیل شام کے باشندے ہیں۔

شرقِ اُردن

محلِّ وقوع - ایک بلند پلیٹو پر جس کے مشرقی جانب پست زمین ہے، اُردن واقع ہے - مملکتِ اُردن شمال میں شام تک، مشرق میں عراق تک اور جنوب میں سعودی عرب تک پھیلی ہوئی ہے -

رقبہ - مملکتِ اُردن کا رقبہ تقریبًا ایک لاکھ آٹھ ہزار (۱۰۸۰۰۰) مربع کیلو میٹر ہے -

آبادی - اُردن کے باشندوں کی تعداد آٹھ لاکھ (۸۰۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے -

سطح - یہ پٹھار جس پر اُردن واقع ہے، اُس پٹھار سے جو بحرِ لوط کے مغرب میں واقع ہے - کافی بلند ہے - اسی لئے یہاں بارش بکثرت ہوتی ہے، خصوصًا اُردن کے مغربی حصّہ میں تو بارش بہت ہی زیادہ ہوتی ہے - اُردن میں پانی وافر مقدار میں موجود ہے - یہاں کا پانی ایسی وادیوں میں گرتا ہے جن کا بہاؤ بہت تیز ہے - اور جن میں دریائے یرموک کی طرح پتھر کی بہت سی چٹانیں پائی جاتی ہیں - پانی اِن پتھر کی چٹانوں کو توڑ کر عمدہ زرخیز چکنی مٹی میں تبدیل کر دیتا ہے -

زراعت و نباتات - اُردن کے شمال اور مغرب میں قابلِ کاشت زمینیں، عمدہ کھیت، زیتون اور میوہ جات کے باغات پائے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ انھیں اطراف میں مشہور شہر اور دیہات ہیں۔ جنوبی اور مشرقی
علاقے خشک و صحرائی ہیں۔

اس حصہ میں دمشق سے آنے والی ریلوے لائن گذرتی ہے۔
ریلوے لائن عمان سے جانب جنوب بچھی ہوئی ہے۔ مشرقی علاقہ میں
درمیانی قسم کی چراگاہیں پائی جاتی ہیں برسات کے موسم میں یہ چراگاہیں اور بھی سرسبز و شاداب ہو جاتی
ہیں۔ یہ خانہ بدوش لوگوں کے مویشیوں کے لئے بہت کارآمد اور مفید ہیں۔ ان چراگاہوں
کے قریب ہی سے ریگستانی آثار شروع ہونے لگتے ہیں۔

اہم راستے اور مشہور شہر۔ اُردن میں کئی خشکی کے راستے ہیں۔
سب سے اہم شاہراہ وہ ہے جو پلیٹو کے سب سے بلند حصے سے گذرتی
ہوئی نشیبی زمین کے قریب ہو جاتی ہے۔ یہ شاہراہ اس مقام سے گذرتی
ہے جہاں چراگاہوں کا خطہ اور زراعتی خطہ آپس میں ملتے ہیں۔ آج کل
یہ شاہراہ دمشق اور بلادِ عرب (جہاں مقدس مقامات والی سرزمین
حجاز اور مشہور تاریخی ملک یمن ہے) کے درمیان ایک ذریعۂ رسل و
رسائل ہے۔ اُردن کی دوسری اہم سڑک وہ ہے جو مغرب میں
مصر تک دراز ہے۔ یہ سڑک مقامِ عرابت کے نزدیک اُردن کے
نشیبی خطہ کے سب سے اونچے مقام سے گذرتی ہے۔ اس کے بعد جزیرہ
نمائے سیناء میں ہو کر دلتائے نیل کی طرف رُخ موڑ لیتی ہے۔ قدیم شہر
بطراء کی شہرت و اہمیت بھی اسی سڑک کی وجہ سے تھی۔ بطراء اُس
وادی میں واقع ہے جس سے ہو کر یہ سڑک گذرتی ہے۔ پرانے زمانہ میں

Marfat.com

یہ شہر تجارتی لحاظ سے کافی اہمیت و شہرت کا مالک رہا ہے اور "تدمرِ جنوب" کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ بطراء کے باشندے نبطی ہیں۔ یہ لوگ قافلوں کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تجارتی مال لے جاتے ہیں۔ بطراء ہی نبطیوں کا صدر مقام اور تجارتی مرکز ہے۔ اِس قوم کے عظیم آثار جو ریتیلے پتھروں پر منقوش ہیں آج تک قائم ہیں اور نبطی قوم کی عظمتِ رفتہ کا پتہ دے رہے ہیں۔

فلسطین

محلِ وقوع - لبنان و مصر کے درمیان ساحل بحرِ روم کے مشرقی جنوبی حصہ پر فلسطین واقع ہے۔ اس کے حدودِ اربعہ یہ ہیں۔ مشرق میں مملکتِ اردن جنوب مغرب میں جزیرہ نمائے سینا، اور شمال میں لبنان واقع ہے۔ فلسطین کا جنوبی حصہ خلیجِ عقبہ کے پاس بحرِ احمر سے ملا ہوا ہے۔ اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کے لحاظ سے فلسطین امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور مشرق کی کنجی سمجھا جاتا ہے نیز فلسطین براعظم ایشیاء اور افریقہ کے درمیان مرکزِ اتصال ہے اور لبنان کے خوبصورت پہاڑوں اور بہتے ہوئے چشموں، اور ملک عرب کے خشک بے آب و گیاہ صحراؤں کے درمیان رسل و رسائل کا ذریعہ ہے۔

رقبہ - فلسطین کا رقبہ تقریباً ۲۷ ہزار مربع کیلومیٹر ہے۔

آبادی - فلسطین کے باشندوں کی تعداد تقریباً پندرہ لاکھ (۱۵۰۰۰۰۰) ہے۔ اس چھوٹے سے رقبہ کے ملک میں بہت گنجان آبادی ہے لیکن اس کے باوجود وسائل زندگی محدود ہیں۔

اونچے نیچے ناہموار مقامات اور قدرتی خطے - فلسطین چونکہ لبنان کے پہاڑی سلسلوں سے متعلق ہے اس لئے اس کی سطح کئی قسم کی ہے۔ لبنان کے پہاڑوں کا سلسلہ فلسطین میں جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ اور خطۂ طبریہ کے بلند مقامات سے یہ پہاڑ دکھائی دیتے ہیں۔ ان پہاڑوں کا بلند ترین حصہ حیفا

میں تقریباً بارہ سو (۱۲۰۰) میٹر ہے۔ اسی طرح یہ پہاڑ جبلِ کرمل سے جو حیفا پر واقع ہے دکھائی دیتے ہیں۔ لبنان کا تنگ ساحلی میدان فلسطین میں جا کر شمال میں حیفا سے اور جنوب میں غزہ تک کشادہ ہونے لگتا ہے اور لبنان کا نیچا خطہ اس پست زمین کی کھائیوں میں جزواً پھیلا ہوا ہے۔ جس میں دریائے شریعت بہتا ہے اور جس میں جانب شمال حولہ اور طبریہ جھیلیں اور جانب جنوب بحیرۂ مردار ہے۔ یہ کھائیاں خلیج عقبہ اور بحرِ احمر تک چلی گئی ہیں۔ اور یہ گہری پست زمین (غور) فلسطینی پلیٹو "جو اس کے مغرب میں ہے" اور اُردن کے پلیٹو "جو اس کے مشرق میں ہے" کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ فلسطینی پلیٹو سطحِ سمندر سے ایک ہزار میٹر اور اُردن کا پلیٹو سطحِ سمندر سے چودہ سو (۱۴۰۰) میٹر بلند ہے۔ مندرجہ بالا سطح کی وجہ سے فلسطین چار مختلف قدرتی حصوں میں تقسیم ہے اور ہر حصہ معین خصوصیات کا حامل ہے۔

(۱) ساحلی میدان، جو بحرِ روم پر واقع ہے۔

(۲) پلیٹو۔ جو ساحلی میدان کے مشرق میں ہے۔

(۳) اندرونی کھائیاں یا گہری پست زمین (غور)

(۴) اُردن کا پلیٹو جو بتدریج بادیۂ شام میں مشرق کی جانب مل جاتا ہے۔

فلسطین اور شرق اُردن کے مابین گہری پست زمین (غور) کے وسط میں شمال سے جنوب تک خطوطِ حدود کھنچے ہوئے ہیں۔ یہ خطوطِ حدود خلیجِ عقبہ کے سرے کے نزدیک ختم ہو جاتے ہیں۔ ساحلی خطہ ہر

Marfat.com

زمانہ میں مغربی ایشیا کا اہم مقام رہا ہے۔ نیز اسی شاہراہ کے ذریعہ مصر، عراق اور شام سے ملتا ہے۔ یہ ساحل سیدھا اور کم اونچا ہے۔ نیز اس ساحل پر خلیجیں اور بندرگاہیں جن پر جہاز بآسانی لنگر انداز ہوسکیں کم ہیں۔ ساحلی خطہ جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے پلیٹو کی بلندیاں شروع ہوجاتی ہیں۔ یہی بلندیاں اونچے فلسطین کا دل ہیں۔ یہاں کا پتھر جیری (کچو) ہے۔ نابلس کے پلیٹو کو طبریہ کے پلیٹو سے وہ میدان جو مرج عامر کے نام سے مشہور ہے علیحدہ کرتا ہے۔ مرج عامر حضرت ابوعبیدہ عامر بن الجراحؓ کی طرف منسوب ہے۔ اس میدان کی مٹی کالی اور زرخیز ہے۔ یہ مٹی آتش فشاں پہاڑ کی اصل سے ہے اور اسی لئے یہ خطہ زرخیزی و شادابی کے اعتبار سے فلسطین کا سب سے بہتر حصہ ہے۔ فلسطینی پلیٹو کے جانب مشرق گہری گھائیاں ہیں جو فلسطین کے ناہموار حصوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ یہ تقریباً دوسو (۲۰۰) کیلومیٹر لمبی ہیں اور شمال میں گہری پست زمین (غور) چھوٹے پایاب پانی کے تالابوں کی شکل پر ہے بحیرۂ حولہ اور طبریہ بھی اسی طرح ہیں۔ نہر یرموک جس مقام پر نہر شریعت سے ملتی ہے اور "جو مقام شمال سے جنوب بحر لوط تک گھائیوں میں چلا جاتا ہے"۔ ان گھائیوں کی گہرائی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اور یہ گہرائی جانب جنوب اس حصہ میں جس پر بحر لوط (بحیرۂ مردار) واقع ہے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بحیرۂ مردار دنیا کا سب سے زیادہ نیچا مقام ہے، جو سطح سمندر سے بارہ سو چھیاسی (۱۲۸۶) فٹ نیچا ہے۔ اس کا پانی بہت بھاپوں ...

Marfat.com

دبخارات) والا اور بہت زیادہ کھاری اور نمکین ہے۔ اسی وجہ سے حیوانی اور نباتی زندگی کا یہاں وجود نہیں ہے اور اس کے اطراف میں بھی حیوانی و نباتی زندگی معدوم ہے۔ حتیٰ کہ ان خطوں کی سخت ویرانی اور بنجر ہونے کے باعث خانہ بدوش لوگ بھی یہاں دکھائی نہیں دیتے۔ پھر بھی بحر لوط کو کئی قسم کے نمکیات کے معدن ہونے کی وجہ سے کافی اہمیت حاصل ہے۔

آب و ہوا اور پیداوار فلسطین میں بحر روم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے، یعنی گرمیوں میں کم گرمی اور جاڑوں میں سخت جاڑا پڑتا ہے ساحلی علاقہ کی مٹی زرخیز اور آب و ہوا خوشگوار ہے۔ سردی کے موسم میں بارش بکثرت ہوتی ہے۔ گرمی کا موسم چونکہ خشک رہتا ہے اس لئے اس موسم میں آسانی کے ساتھ کنویں کھود کر جنوبی حصے سے پانی حاصل کیا جاتا ہے ان خصوصیات کی بناء پر یہ علاقہ خود کفیل زراعتی خطہ بن گیا ہے اندرونی حصوں میں دیہات اور شہروں (دونوں) میں سنگترہ کے درخت چھائے ہوئے ہیں۔ اور کھجور، انجیر اور کافور کے باغات بکثرت ہیں۔ البتہ ہم ساحل سے شرقاً اس علاقہ کے اندرونی حصے میں جسقدر ہٹتے جائیں گے اسی قدر خشکی بڑھتی جائے گی۔ ہاں پلیٹو کے علاقے سے پانی چشموں کی شکل میں پھوٹتا ہے یہاں باغات کے بجائے جو اور گیہوں کے کھیت اور زیتون کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ پلیٹو کی بلندیوں پر (جو فلسطین کا دل ہیں) پانی کی کمی ہے اور زراعت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ اس حصہ میں ہر طرف خشکی ہی خشکی چھائی ہوئی ہے اور یہی حال جنوب کا ہے، جہاں بیت المقدس، مدینۃ خلیل اور بیر سبع

واقع ہے۔ شمال میں نابلس کے اطراف میں وسائلِ زندگی بہترین اور موارد رزق وسیع ہیں۔ اور انتہائی شمال میں طبریہ کے اطراف میں ٹیلے ہیں۔ جہاں کافی پانی موجود ہے۔ یہاں کی زمین بہت زیادہ سرسبز و شاداب ہے اور یہ خطہ بہت خوشحال ہے۔ یہاں کے اہم شہر صفد اور ناصرہ ہیں۔ مرج عامر کا خطہ (جس کی مٹی آتش فشاں اصل کی کالی اور زرخیز ہے) فلسطین کا سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور زرخیز خطہ ہے۔ گہری پست زمین کا خطہ (غور) بالکل ویران و بیابان ہے، جہاں حیوانی و نباتی زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے جاتے۔

بحر لوط (بحیرہ مردار) کئی قسم کے نمکیات کا معدن ہونے کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ نمکیات جدید کیمیائی صنعتوں کے لئے بہت قیمتی ہیں۔ فلسطین میں لیموں، نارنگی، اخروٹ اور انگور کی پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔

مشہور شہر اور مقاماتِ مقدسہ ۔ بیت المقدس (یروشلم) فلسطین کا دار الحکومت اور دنیا کا ایک مقدس مقام ہے۔ یہ شہر بہت ہی مشہور قدیم تاریخی شہر ہے۔ فلسطین کا دوسرا شہر یافا بھی بہت مشہور اور پرانا شہر ہے۔ یہ فلسطین میں سب سے قدیم بندرگاہ ہے۔ آج کل یہ اپنی قدیم شہرت کھو چکا ہے اور اس کی جگہ تل ابیب نے لے لی ہے جو اس کے شمال میں واقع ہے اور جس کی بندرگاہ میں جہازوں کی لنگر اندازی کی سہولت کے لئے بہت سے کارخانے اور کمپنیاں قائم ہیں۔ تل ابیب، یہودی حکومت کا دار السلطنت ہے۔

Marfat.com

حیفا شمال میں واقع ہے اور بہت بڑی اور بہتر بندرگاہ ہے۔ اندرونِ ملک سے اس کے مواصلات آسان ہیں۔ اور اسی کے پاس پٹرول کی عراقی پائپ لائن ختم ہوتی ہے۔ حیفا ریلوے مواصلات کا بھی ایک اہم مرکز ہے۔ یہ لبنان و مصر کے درمیان ساحلی خط پر واقع ہے۔ شام اور اُردن سے بھی اس کے مواصلات سہل ہیں۔ گذشتہ چند برسوں میں یہ بڑی بڑی صنعتوں کا مرکز بن گیا ہے۔ فلسطین کے دوسرے شہر غزّہ اور عکہ وغیرہ ہیں۔ مندرجہ بالا خصوصیات و امتیازات کے علاوہ فلسطین مذہبی اعتبار سے نہایت اہم مقام ہے۔ یہ سرزمین مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں، تینوں کے لئے یکساں طور پر مقدس اور متبرک ہے، اس لئے اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے یہودیوں کا مقدس معبد "ہیکلِ سلیمان" عیسائیوں کا متبرک "کنیسۃ القیامۃ" وغیرہ اور مسلمانوں کی مقدس مسجد "مسجد اقصےٰ" یہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہاں تینوں آسمانی مذاہب کے آثار بکثرت موجود ہیں۔ اسی لئے یہ مشرق و مغرب دونوں کا مقصود و غایت ہے۔

Marfat.com

سعودی عرب

محلِ وقوع۔ براعظم ایشیا کے جنوبی مغربی حصہ میں سعودی عرب واقع ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج فارس مغرب میں بحر احمر، شمال میں عراق اور شام اور جنوب میں یمن کی سرحدیں حضرموت اور عمان ہیں۔

رقبہ۔ سعودی عرب کا رقبہ دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) مربع میل ہے۔

آبادی۔ سعودی عرب کی آبادی کا اندازہ اسّی لاکھ ہے۔

آب و ہوا۔ مملکتِ سعودیہ عربیہ کے اکثر حصوں کی آب و ہوا گرم خشک ہے کیونکہ یہ ملک گرم ریگستان ہے لیکن سعودی عرب میں کچھ حصہ ایسا بھی ہے جسے صحرا نہیں کہا جا سکتا۔ وہاں خاصی مقدار میں بارش ہوتی ہے۔ جنوبی حصہ میں گرمی کے ایام میں بارش بکثرت ہوتی ہے ساحلی خطہ گرمی کے موسم میں گرم اور سردی کے موسم میں قدرے گرم رہتا ہے۔ پہاڑی خطہ میں گرمی کے موسم میں معتدل گرمی اور جاڑے کے موسم میں قدرے سردی رہتی ہے۔ نجد کے پہاڑی خطہ میں گرمی کے موسم میں دن کے وقت سخت گرمی اور رات کو معتدل گرمی رہتی ہے۔ اور سردی کے ایام میں رات کے وقت سخت سردی اور دن میں تھوڑی گرمی پڑتی ہے اندرونی خطوں میں گرمیوں میں خصوصاً دن میں گرمی زیادہ پڑتی ہے اور رات میں سردی اس قدر سخت ہو جاتی ہے کہ پارہ صفر کے نیچے پہنچ جاتا ہے

سطح۔ بلاد سعودی عرب پر افریقی پلیٹو ختم ہوتا ہے۔ سعودی عرب

اور افریقی پلیٹ کے درمیان سوائے بحرِ احمر کی گھاٹیوں کے کوئی اور روک نہیں ہے۔ سعودی عرب کی باعتبار سطح حسب ذیل تقسیم ہو سکتی ہے۔

۱۔ ساحلی تنگ میدان، جو بحرِ احمر پر واقع ہے یہ ساحل تہامہ کہلاتا ہے۔

۲۔ پہاڑی خطہ۔ اس سے مراد سمندر کی سطح سے اونچی زمین ہے۔ بلاد یمن میں یہ خطہ انتہائی بلند ہو جاتا ہے۔ اس خطہ میں عسیر و حجاز کے پہاڑ ہیں۔ حجاز و عسیر سعودی عرب کے مغرب میں واقع ہیں۔ ان خطوں میں سرسبز و شاداب مقامات ہیں۔

۳۔ نجد کا پہاڑی خطہ۔ یہ سعودی عرب کے درمیانی حصوں پر مشتمل پلیٹو ہے۔ اس خطہ کی اونچائی درمیانی ہے۔ یہ شمال مشرق کی جانب نیچا ہوتا چلا جاتا ہے۔

۴۔ سعودی عرب کے جنوب میں خشک ریگستان ہے جو "ربع خالی" (چوتھائی خالی حصہ) کہلاتا ہے۔

۵۔ احساء۔ یہ سعودی عرب کے مشرق میں ساحلی نیچا خطہ ہے جو خلیج فارس سے مل گیا ہے۔

۶۔ صحرا النفود۔ یہ جانب شمال میں ہے اور بتدریج ہلال خصیب تک چلا گیا ہے۔ ہلال خصیب کے مشرق میں عراق اور مغرب میں شام واقع ہے۔ سعودی عرب کا بڑا حصہ گرم ریگستان ہے لیکن کچھ حصے ایسے بھی ہیں جنہیں صحرا نہیں کہا جا سکتا۔ ان حصوں میں بارش خوب ہوتی ہے اور ہری ہری گھاس چاروں طرف چھائی ہوئی ہے۔ سعودی عرب میں ایسے دریا نہیں ہیں جو ہمیشہ بہتے ہوں۔

Marfat.com

البتہ ان کے بجائے چند وادیاں ہیں جو بارش ہونے کے بعد بہتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور وادیاں بھی ہیں جو جانب مشرق خلیج فارس تک نیچی ہوتی چلی گئی ہیں۔ پہلی وادیوں کے مجموعہ کے بہنے کے مقامات (دہانے) ساحلی خطہ میں گہرے کھودے گئے ہیں جس کی وجہ سے وادیوں کا یہ مجموعہ شمال سے جنوب کی طرف مواصلات کی راہ میں ایک گھاٹی بن گیا ہے۔ دوسری وادیوں کا مجموعہ اپنی وسعت کی وجہ سے پلیٹو میں مواصلات کا اہم راستہ ہے۔ اور اس لئے بھی یہ اہم راستہ ہے کہ اس میں کھاڑیوں جیسے پانی کے گھاٹ سطح سمندر سے قریب ہیں۔ اور اسی لئے اس میں کافی چراگاہیں اور وافر پانی موجود ہے۔

زراعت اور نباتات۔ پیداوار کے لحاظ سے ہم سعودی عرب کی تین قسمیں کر سکتے ہیں۔ خالص ریگستان، صحرائی گھاس کا خطہ اور نخلستان جن کی زمینوں میں کاشت کی جاتی ہے۔

۱۔ خالص ریگستان۔ اس حصہ میں کسی قسم کی پیداوار نہیں ہوتی۔ اس حصہ میں حصبا اور حصباء کے خطے ہیں۔ جیسے صحرائے دہناء۔ یا بعض ریتیلے خطے ہیں جن میں ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا جیسے صحرائے احقاف یا حرات کا خطہ ہے۔ حرات۔ آتش فشاں پہاڑ کے پتھروں اور چٹانوں کے "جو ٹکڑے ہو گئے ہیں" ان کا نام ہے۔

۲۔ صحرائی گھاس کا خطہ۔ سعودی عرب کے بڑے رقبہ میں عمومی

قسم کی چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ خانہ بدوش لوگ ان ہی چراگاہوں پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ لوگ ان چراگاہوں سے اپنے اونٹوں، گھوڑوں، بھیڑ بکریوں اور دیگر مویشیوں کے لئے (جن پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے) چارہ حاصل کرتے ہیں۔ اس خطہ میں بہت سے قدرتی کنوؤں کے پائے جانے کی وجہ سے یہ لوگ چاروں طرف گھومتے رہتے ہیں۔

۳۔ نخلستان کا خطہ۔ اس خطہ میں وافر پانی موجود ہے۔ اور یہی خطہ سعودی عرب کا آباد خطہ ہے۔ اس خطہ کی حسب ذیل تقسیم ہو سکتی ہے۔

۱۔ احساء۔ اس حصہ میں قطیف، ہفوف اور دمام کے مقامات ہیں۔ یہاں گیہوں، چاول، میوہ جات اور سبزیوں کی پیداوار ہوتی ہے۔

۲۔ عسیر۔ یہاں کی مٹی بہت عمدہ ہے۔ اس خطہ میں اُبہا اور نجران کے علاقے زیادہ سرسبز و شاداب ہیں۔ گیہوں، میوہ جات اور سبزیوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہاں باغات بکثرت ہیں۔

۳۔ نجد۔ اس خطہ میں ریاض۔ خرج اور حائل وغیرہ مقامات ہیں یہاں جو۔ انار۔ خربوزہ۔ اور سبزیوں کی پیداوار ہوتی ہے۔

۴۔ تہامہ۔ یہاں کی مٹی عمدہ اور زرخیز ہے۔ یہاں سال میں دو فصلیں ہوتی ہیں۔ اور یہاں پانی بھی کافی موجود ہے۔ یہاں مکئی۔ جو، باجرا، روئی، اور سبزیاں بوئی جاتی ہیں۔ میوہ جات اور کھجور بھی کافی مقدار میں اُگائے جاتے ہیں۔

۵۔ حجاز۔ اس حصہ میں کافی سرسبز و شاداب مقامات ہیں۔ اور

یہاں کھجور، سبزیاں اور میوہ جات کی پیداوار ہوتی ہے۔ اس خطہ میں خصوصیت سے طائف کا علاقہ بہت زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ یہ علاقہ شہد، تربوز، میوہ جات وغیرہ کے لئے کافی مشہور ہے۔

سعودی عرب کی خاص پیداوار، انار، تربوز، "مو الح" لیمو، نارنگی وغیرہ۔ سبزیاں۔ گیہوں، جَو، مکئی، کشمش اور انار ہیں۔ جن ممالک میں کھجور کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے ان میں سعودی عرب کا چوتھا نمبر ہے۔ سعودی عرب میں کھجور کے نوّے لاکھ سے زیادہ درخت ہیں۔ صرف احساء کے خطہ میں کھجور کے دس لاکھ درخت ہیں۔ حجاز میں مدینہ اور ینبوع کے علاقوں میں بھی کھجور کی کاشت ہوتی ہے۔ موجودہ حکومت زراعت کی توسیع کی طرف توجہ کر رہی ہے۔ چنانچہ شعبۂ زراعت کی ایک علیحدہ اور مستقل وزارت قائم کی گئی ہے۔ یہ وزارت پانی کی (جو ملک کے مختلف حصّوں میں مختلف اوقات میں برستا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے لئے کافی جد و جہد کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مدینہ، ریاض، قصیم، جیزان وغیرہ میں بورنگ کا کام اس وزارت کا بڑا کارنامہ ہے، بورنگ کے علاوہ یہ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ جن مقامات پر ادھر ادھر سے پانی آکر جمع ہو جاتا ہے وہاں بند بندھوائے جائیں۔ اس اسکیم سے لاکھوں کیوبک میٹر پانی روکا جا سکے گا اور بڑے بڑے رقبوں میں آب پاشی ہو سکے گی۔

زرعی اصلاحات اور زرعی توسیع کا کام عسیر اور احساء اور خاص طور پر خرج کے خطہ میں پوری جد و جہد کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور یہاں دس

Marfat.com

ہزار ایکڑ زمین کا رقبہ قابلِ کاشت بنایا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ کسانوں کو جدید زراعتی آلات اور زمین سے پانی نکالنے والی مشینیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور کی جا رہی ہیں۔ نیز کسانوں کے لئے ایسے قوانین وضع کئے گئے ہیں جن سے انھیں کافی سہولتیں مل جائیں گی اور وہ بہت آسانی سے زراعتی آلات اور پانی نکالنے کی مشینیں نہایت معمولی قیمتوں پر حاصل کر سکیں گے۔

سعودی عرب کے حکمراں شاہ سعود نے احسآء کے غریب کسانوں کی امداد کے لئے دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) ریال اور قطیف کے غریب کسانوں کے لئے پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) ریال بطورِ قرض تقسیم کرنا منظور فرمایا ہے۔ اس قرض کی ادائیگی کئی قسطوں میں ہوگی۔ اس کے علاوہ اس علاقہ کی مالگذاری کی رقم جو کسانوں سے وصول ہوتی ہے وہ آب پاشی کے لئے گولوں (چھوٹی نہروں) کی مرمت وغیرہ پر خرچ کی جائے گی۔ غریب و نادار کسانوں کے لئے اور بھی بہت سی رعایتیں کی گئی ہیں۔ اس قسم کے کاموں اور انتظامات کا مفید نتیجہ برآمد ہو رہا ہے اور زراعت کو کافی ترقی ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ سعودی عرب آئندہ اپنی تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی (مثلاً اناج، ترکاری وغیرہ) کے اعتبار سے خود کفیل ہو جائے گا۔

اصلاحات و ترقیات۔ مملکتِ سعودی عرب ترقی کی طرف گامزن ہے، ہر شعبہ میں اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ ملک کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت سے نئے مدارس کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ ٹکنیکل کالج اور اسکول کھولے گئے ہیں، اور حکومتِ سعودی عرب نے پٹرولیم کمپنی سے

Marfat.com

طے کیا ہے کہ وہ اَن پڑھ مزدوروں کے لئے اسکول قائم کرے۔ اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومتِ سعودی عرب نے ایک یونیورسٹی حال ہی میں قائم کی ہے جس میں مذہبی تعلیم اور عربی زبان و ادب کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون کی بھی تعلیم دی جائے گی۔ تعلیم کی طرف توجہ کے ساتھ ساتھ صحت عامہ کی طرف بھی خصوصی توجہ کی جا رہی ہے۔ ملک میں نئے نئے اسپتال قائم ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ملک میں نئی سڑکوں کی تعمیر کی جا رہی ہے جس سے اس ریگستانی ملک کے ذرائع آمد و رفت میں کافی سہولتیں ہو جائیں گی۔ ذخیرہ آب کی توسیع و حفاظت کے کافی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ چونکہ سعودی عرب میں ریگستانی ملک ہونے کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہے اس لئے اس مسئلہ پر سب سے زیادہ توجہ کی جا رہی ہے علاوہ ایک حد تک پانی کی مشکلات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ ریگستانی مقامات میں بہت سے گہرے کنویں کھودے گئے ہیں۔ اور متعدد پائپ لائنوں کی تعمیر کی گئی ہے اور بہت سی پائپ لائنیں زیر تعمیر ہیں۔ ملک میں مواصلات کے جال بچھانے کا انتظام بھی سعودی حکومت کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

مواصلات میں تار، ٹیلیفون، ڈاکخانے، پختہ سڑکیں اور ریلوے لائنیں سب ہی شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں لاسلکی کا کام اور ریلوے لائن کا قیام و تکمیل کافی اہمیت رکھتی ہے۔ مملکت کے طول و عرض میں وائرلیس کا زبردست جال بچھا ہوا ہے۔ لاسلکی کے محکمہ نے وائرلیس کے اکھتر مرکز قائم کئے ہیں جن میں سے بعض تمام عربی ممالک کے ساتھ اور بعض مرکز عربی ممالک کے علاوہ دیگر ممالک کے

ساتھ سعودی عرب کا تعلق قائم کرتے ہیں۔ جدّہ میں پوری دنیا سے تعلق رکھنے والا لاسلکی اسٹیشن قائم کیا گیا ہے، جہاں سے دنیا کے کسی بھی حصہ میں تار یا ٹیلیفون سے بات چیت کی جاسکتی ہے۔ ملک میں ریلوے لائنوں کا قیام بھی سعودی حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ ایک ریلوے لائن ۵۶۶ کیلومیٹر لمبی ہے، جو ریاض کو دمام کی بندرگاہ سے جو خلیج فارس پر واقع ہے ملاتی ہے۔ یہ ریلوے لائن بالکل نئی ہے۔ اب ملک میں ریلوے لائنوں کے جال بچھانے کے سلسلہ میں دو پروگرام ہیں جن پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے اور ایک حد تک مکمل ہو چکے ہیں۔

(۱) ریاض اور بحر احمر کے ساحل کے درمیان ریلوے لائن ڈالی گئی ہے جو حسب ذیل مقامات سے گذرتی ہے۔

ریاض، وادی حنیفہ، عنیزہ، وادی رجا، مدینہ مسیحیہ، ینبع، جدہ مکہ۔

(۲) مدینہ منورہ اور دمشق و عمان کے درمیان کی پرانی حجازی ریلوے لائن کو از سر نو زندہ کیا جا رہا ہے۔

اس ریلوے لائن سے کثیر فوائد حاصل ہوں گے۔ سعودی عرب، اردن اور شام سے بذریعہ ریلوے لائن مل جائے گا۔ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ میں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ اور حجاج مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ با سانی آجا سکیں گے۔ اس سے اقتصادی اور تمدنی فائدہ یہ ہوگا کہ ریلوے لائن کے دونوں کناروں کی آبادی میں اضافہ ہو جائے گا اور عرب ممالک سے بہت سی تجارتی سہولتیں پیدا ہو جائینگی۔ سعودی حکومت کے اہم کارناموں میں سے مقامات

Marfat.com

مقدسہ کی توسیع و ترقی اور حجاج کے لئے ہر قسم کی آسانیوں اور سہولتوں کے انتظامات بھی ہیں۔

اس سلسلہ میں مسجد نبوی شریف کی توسیع اور گنبد وغیرہ کی ترمیم ہے سو دنیا کے ماہر انجینیروں کے مشورہ سے جنھیں حکومت نے خاص مسجد نبوی ہی کے لئے بلایا تھا) مسجد نبوی کی توسیع اور ستونوں کی مرمت اور مسجد کے گنبد کی ترمیم کی گئی - اب مسجدِ نبوی شریف دنیا کی جدید تعمیرات میں بلحاظ فن تعمیر ایک اہم مقام رکھتی ہے اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں وادی بطحا میں باب قباء پر ایک پل تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے شہر کی حفاظت ہو گئی ہے۔ باغات اور مکانات میں اچانک پانی آجانے کا خطرہ رفع ہو گیا ہے۔ مقام زرقاء میں پانی کے ذخیرے قائم کئے گئے ہیں۔ مقامِ زرقاء کے چشموں کے دہانوں پر بڑے بڑے بند بنا کر پانی کو روکا گیا ہے۔ ان میں پندرہ سو مکعب میٹر سے زائد پانی سما سکتا ہے اور یہاں سے پائپ کے ذریعہ مدینہ شہر کو پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بجلی کی روشنی کی سخت ضرورت تھی، چنانچہ اِس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک بجلی گھر تعمیر کیا گیا ہے۔ جس سے مدینہ منورہ میں روشنی کا مکمل انتظام ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں شاہی شفاخانے کی تکمیل کی گئی ہے۔ اور مدینہ کے قریب مقام رابغ میں ایک نیا شفاخانہ قائم کیا گیا ہے۔ اور جدہ سے مدینہ تک جانے والی سڑک کی مرمت و تکمیل کی گئی ہے۔

مکہ مکرمہ کی اِصلاحات و ترقیات مندرجہ ذیل ہیں، جن میں سے بعض

نافذ اور مکمل ہو چکی ہیں اور بعض نافذ ہو رہی ہیں اور ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی ہیں ۔

(۱) برقی روشنی ۔ (۲) حرم میں لاؤڈ اسپیکر نصب کیا گیا ہے اور حرم سے متصل عام راستوں اور میدانوں کو وسیع کیا گیا ہے ۔ (۳) چاہِ زمزم پر نیا سائبان اور سبیل تعمیر کی گئی ہے ۔ (۴) حرم کی روشوں پر سنگِ مرمر کا فرش ۔ (۵) مسعیٰ کے راستہ کی تجدید تاکہ حاجیوں کو بھیڑ کے وقت چلنے میں تکلیف نہ ہو ۔ (۶) صفا اور مروہ کے درمیانی راستے میں ایسے ٹائل لگائے گئے ہیں جن سے سعی کرنے میں آسانی ہوتی ہے ۔ (۷) صفا اور مروہ کی درستی (۸) حرم کو کم سے کم مہینہ میں ایک مرتبہ دھونے کے لئے متعدد پائپ لائنیں بچھائی گئی ہیں ۔ (۹ ۔ ۱۰) مزدلفہ اور منیٰ میں پانی کے ذخیرہ اندوزی کے لئے متعدد پائپ لائنوں کی تعمیر ۔ (۱۱) مکہ مکرمہ کے اطراف و اکناف میں آب رسانی کا انتظام ۔ (۱۲) نہر زبیدہ کے محکمہ کو ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) ریال کا عطیہ تاکہ مقام نعمان میں کنویں کھود دے جائیں ۔ (۱۳) صفا کے عقب میں بنے ہوئے مکانوں کو منہدم کر دیا گیا اور مکانوں کے مالکوں کو بہت زیادہ قیمتیں دے کر اُن کے لئے دوسری جگہ مکانوں کا انتظام کیا گیا اور یہاں ایک پُل بنائے جانے کی تجویز ہے ۔ اس سے موٹروں کی آمد و رفت مسعیٰ کی آخری حد تک نہ ہو سکے گی اور پیدل چلنے والے آسانی سے چل سکیں گے ۔ (۱۴) منیٰ میں گلیوں کی باقاعدہ ترتیب اور شارع عام اور چھوٹی سڑکوں کی مرمت و توسیع (۱۵) حج کے زمانے میں لُو کے اکثر حادثے ہو جاتے تھے جس سے حاجیوں کو

Marfat.com

سخت نقصان و اذیت ہوتی تھی۔ لہٰذا منیٰ میں شفاخانہ کو ایرکنڈیشنڈ بنادیا گیا ہے۔ اس سے حجاج کو کافی فائدہ ہوا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ جو لوگ فوری امداد و علاج کے لئے اس شفاخانہ میں داخل کئے گئے ان میں سے کسی کی بھی موت واقع نہیں ہوئی۔ اکثر حجاج گرمی اور لو کی شدت سے بچنے کے لئے اس ایرکنڈیشنڈ اسپتال میں پناہ لیتے اور آرام حاصل کرتے ہیں نیز حاجیوں کو پانی اور برف با آسانی مل جانے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ (۱۶) عرفات کی پرانی سڑک کی مرمت۔ (۱۷) منیٰ میں جمرۂ عقبہ کے پیچھے کی پہاڑی سے نکلی ہوئی سڑک کی تعمیر و تکمیل۔ (۱۸) عرفات سے مزدلفہ اور پھر منیٰ تک نئی سڑک نکالی گئی۔ (۱۹) عرفات میں موجودہ سائبانوں کی اصلاح و ترمیم (۲۰) حرم کے اردگرد پانی کے مرکزوں میں اضافے۔

مقاماتِ مقدسہ کی آرائش و زیبائش کے علاوہ دوسرے شہروں۔ ریاض وجدہ کو خوبصورت بنایا گیا ہے اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے اور ملک کے تیئیس ۲۳ ساحلی مقامات کی تعمیر و اصلاح کے ساتھ ساتھ نئی بندرگاہیں بھی قائم کی جارہی ہیں۔

سعودی حکومت نے ایک "اپاہج گھر" قائم کیا ہے۔ جس میں رہنے والے محتاجوں کے قیام وطعام کے جملہ اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔

غرض کہ سعودی عرب جیسے پسماندہ ملک کی ایسی ترقی کی مثال اس وقت دنیا کا کوئی دوسرا ملک شاید ہی پیش کر سکے۔

پیٹرول کی داستان۔ پیٹرول سعودی عرب کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ

ہے اور پٹرول ہی کی وجہ سے آج سعودی عرب کا شمار دنیا کے متموّل و دولتمند ممالک میں ہوتا ہے۔ پٹرول کی تلاش کی تاریخ سعودی عرب میں ۱۹۳۰ء سے شروع ہوتی ہے جبکہ شاہ عبدالعزیز بن سعود نے امریکہ کے مسٹر چارلس کرائن جنہوں نے بعض عربی ممالک کی مخلصانہ خدمات انجام دی تھیں۔ اور جو دنیائے عرب کے دوست سمجھے جاتے تھے" کو جدہ میں ملاقات کی دعوت دی۔ شاہ کی دعوت پر مسٹر کرائن جدہ آئے اور شاہ نے انھیں شرفِ ملاقات بخشا۔

شاہ عبدالعزیز نے معدنیات کی تلاش کے لئے اُن سے ایک انجنیر کی خدمات طلب کیں۔ چنانچہ مسٹر کرائن کی وساطت سے امریکن انجنیر مسٹر ٹوتشل ۱۵ر اپریل ۱۹۳۱ء کو جدہ پہنچے اور انھوں نے جزیرہ نمائے عرب کے مغربی کنارے حکومت کی امداد سے میٹھے پانی اور پٹرول کی تلاش شروع کی لیکن وہاں کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد دوسری طرف خطۂ احسا میں اس پارٹی کو منتقل کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن اُس وقت سعودی عرب کی پوزیشن ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلسلہ میں ہونے والے تمام اخراجات (جو بہت زیادہ تھے) کا متحمل ہو سکے۔ چنانچہ وزیر مالیات کی تجویز پر مسٹر ٹوتشل نے امریکن آئل کمپنیوں سے بات چیت کی اور کچھ دقتوں کے بعد "اسٹینڈرڈ آئل کمپنی آف کیلیفورنیا" کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ جاری شدہ کام کو آگے بڑھائے تمام مراحل طے ہو جانے اور حکومت سعودی عرب و اسٹنڈرڈ کمپنی کے درمیان اتفاق رائے کے بعد ایک معاہدہ ہوا، جس پر سعودی عرب کے نمائندہ کی حیثیت سے وزیرِ مالیات کے دستخط ہوئے اور اس کمپنی کا نام کیلیفورنین

Marfat.com

عربین اسٹینڈرڈ آئل کمپنی" رکھا گیا۔ معاہدے کے شرائط کسی حد تک عراقی پٹرول کمپنی کے شرائط سے ملتے جلتے تھے۔ چنانچہ ۳ر ستمبر ۱۹۳۳ء کو کمپنی کے جنرل منیجر مسٹر لے سیکنز اپنے ساز و سامان اور کاریگروں کو لے کر سعودی عرب کی ایک لاکھ چالیس ہزار (۱۴۰۰۰۰) مربع میل پھیلے ہوئے رقبہ میں تیل برآمد کرنے کے لئے ظہران پہنچے۔ اور ۲۶ر محرم ۱۳۵۴ء مطابق ۳۰ر اپریل ۱۹۳۵ء کو کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ تقریباً تین سال کی مسلسل کوشش کے بعد ۱۱ر محرم ۱۳۵۷ء مطابق ۱۲ر مارچ ۱۹۳۸ء کو ظہران میں پٹرول کا کنواں کھودا گیا جو آج دنیا کا سب سے بڑا تیل کا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد القیق (ظہران سے جنوبی مغرب کی طرف ۳۷ میل پر) اور ابو حدریہ (جو جبیل سے شمال مغرب میں پچاس میل اور ظہران سے پچانوے میل دور ہے) میں تیل کے چشمے دریافت ہوئے سعودی عرب کی پٹرولیم پائپ لائن دنیا کے خام تیل کی پائپ لائنوں میں سب سے زیادہ لمبی پائپ لائن ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی اور مضبوط لائن ہے جو مختلف درجہ ہائے حرارت کے پھیلنے اور سکڑنے سے محفوظ رہتی ہے۔ اسی لئے اس کو مسلح پائپ لائن کہا جاتا ہے۔ یہ پائپ لائن القیق کے چشمہ سے شروع ہوتی ہے اور بحر روم کے کنارے لبنان میں بمقام صیدا پہنچکر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ پائپ لائن ایک ہزار اڑسٹھ (۱۰۶۸) میل لمبی ہے۔ اور پچیس کروڑ ..... (۲۵۰۰۰۰۰۰۰) ڈالر میں بن کر تیار ہوئی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ دنیا میں انجینیرنگ کے کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ ہے۔ پائپ لائن کے کاموں کے لئے راس المشعاب نامی بندرگاہ کو مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یہاں جہازوں سے

Marfat.com

پائپوں کو اتار کر متعلق نار کے ذریعہ منتقل کرنے کی مشینری سے کام لیا جاتا ہے
کمپنی نے اس کام کے لئے مختلف قسم کی چھ سو (۶۰۰) موٹر گاڑیاں ایک سو
دس (۱۱۰) ٹریکٹر اور اوپر اٹھانے والی مشینیں، ایک سو اسی (۱۸۰)
گھومنے والی پلیاں اور سو (۱۰۰) ویلڈنگ مشینیں استعمال میں رکھی ہیں۔
ان سب میں ماہانہ چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) گیلن پٹرول اور ڈھائی لاکھ
(۲۵۰۰۰۰) گیلن ڈیزل تیل خرچ ہوتا ہے تاکہ روزانہ تین لاکھ
(۳۰۰۰۰۰) پیپے خام تیل بہایا جا سکے۔ اتنا تیل بہانے کے لئے چار بڑے
بڑے پمپ حسب ذیل مقامات پر نصب کئے گئے ہیں۔ حفرالباطن، رفحہ
وادی بدنہ اور تل خبر۔ سعودی عرب میں پٹرول کی پیداوار میں سال
بہ سال اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۳۸ء میں خام تیل کی پیداوار پانچ لاکھ بیرل
(پیپے) سالانہ تھی ۱۹۴۹ء میں بڑھ کر دو کروڑ دس لاکھ (۲۱۰۰۰۰۰۰)
بیرل ہو گئی اور ۱۹۵۰ء میں بیس کروڑ (۲۰۰۰۰۰۰۰۰) بیرل اور ۱۹۵۷ء
میں نو لاکھ ترپن ہزار (۹۵۳۰۰۰) بیرل روزانہ پٹرول نکالا گیا اور
اب پینتیس کروڑ (۳۵۰۰۰۰۰۰۰) بیرل سالانہ پیداوار ہے۔ سعودی عرب
میں ایک سو پچاس (۱۵۰) تیل کے کنوئیں ہیں جن میں سے زیادہ اہم دمام،
ظہران، البقیق، قطیف، ابوحدریۃ اور بقیق ہیں۔ ان کنوؤں سے روزانہ
نو لاکھ ترپن ہزار (۹۵۳۰۰۰) بیرل تیل نکالا جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے
کہ تیل کے ان دفینوں میں پچاس کھرب (۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) تیل جمع ہے
جو اگر سو برس تک بھی اسی رفتار سے نکالا جائے تب بھی ختم نہیں ہوگا۔

سعودی عرب کا خام تیل بحرین کے کارخانہ میں صاف کیا جاتا ہے - اور بذریعہ پائپ لائن پٹرول بحرین لیجایا جاتا ہے - اب ایک کارخانہ "جو بحرین کے پٹرول صاف کرنے والے کارخانہ سے بڑا اور زیادہ پٹرول صاف کرنے والا ہے" راس تنورہ میں قائم کیا گیا ہے - پٹرولیم کمپنی نے ملازمین کی سہولت کا خاطر خواہ انتظام کیا ہے - ایک مزدور کی کم سے کم تنخواہ ۹ روپیہ یومیہ ہے - کھانے، پینے کی اشیاء کی اور کپڑے کی سستی دوکانیں ملازمین کے لئے کھولی گئی ہیں - کمپنی اپنے خرچ سے فیکٹری کے ملازمین کے لئے صرف چوتھائی ریال میں ایک وقت کا کھانا مہیا کرتی ہے - شاہی کمیشن کی سفارشات کے بعد سے ملازمین کو کمپنی کی طرف سے بہت زیادہ مراعات حاصل ہو گئی ہیں - ان کے لئے کوارٹر، پارک اور نئی نئی بستیاں "جن میں ہر قسم کی آسانیاں مد نظر رکھی گئی ہیں" آباد کی جا رہی ہیں - کمپنی سے پچاس فیصدی رائلٹی بھی ملتی ہے - اس وقت سعودی عرب میں تیل کی مراعات چند امریکن کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے - ان کمپنیوں نے ۱۹۳۱ء میں مراعات حاصل کی ہیں جن کی میعاد ۱۹۹۹ء میں ختم ہو جائے گی، دوسری مراعات کی میعاد ۲۰۰۰ء میں ختم ہو جائے گی - پٹرول کے انکشاف نے سعودی عرب کی کایا پلٹ دی - ملک کی ترقی کا سبب اور ملک کی اہم دولت پٹرول یا "کالا سونا" ہی ہے اور اب سعودی عرب کی اقتصادیات کا دارومدار اسی پٹرول پر ہے - پٹرول کے انکشاف سے قبل سعودی عرب کا سب سے بڑا ذریعۂ آمدنی حجاج سے حاصل شدہ روپیہ تھا - حکومت سعودی عرب کو صرف پٹرول سے اکتیس کروڑ (۳۱۰۰۰۰۰۰) ڈالر (ایک ڈالر مساوی چار روپیہ بارہ آنہ) سالانہ کی آمدنی ہے - محققین کا کہنا ہے کہ

ملکِ عرب میں پٹرول کی دریافت ظہورِ اسلام کے بعد سب سے بڑا انقلاب ہے

دیگر معدنیات۔ سعودی عرب میں اس وقت ایک سو بیس (۱۲۰) کانیں ہیں۔ یہاں سونا بہت بڑی مقدار میں ملتا ہے۔ جون ۱۹۳۹ء اور جولائی ۱۹۵۴ء کے درمیان سات لاکھ پینسٹھ ہزار سات سو اڑسٹھ (۷۶۵۷۶۸) اونس سونا اور دس لاکھ دو ہزار انتیس (۱۰۰۲۰۲۹) اونس چاندی یہاں سے نکالی گئی۔ سونے چاندی کے علاوہ ملک میں میگنیز، نکل، تانبہ، سیسہ، جست، المونیم، گندھک، ابرق اور گریفائٹ وغیرہ کی کانیں بھی ہیں۔

سعودی عرب کی سالانہ آمدنی ۱۹۵۴-۵۵ء میں سعودی عرب کا سالانہ بجٹ ایک ارب پینتیس کروڑ پچاس لاکھ ریال یعنی ایک ارب ستتر کروڑ چوراسی لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو (۱۷۷۸۴۳۷۵۰۰) روپیہ تھا جس میں سے صرف پٹرول سے اکتیس کروڑ ڈالر یعنی ایک ارب سینتالیس کروڑ پچیس لاکھ (۱۴۷۲۵۰۰۰۰۰) روپیہ آمدنی ہے۔

مقاماتِ مقدسہ۔ مشہور شہر اور بندرگاہ۔ مملکت سعودیہ عربیہ۔ نجد احسار، حجاز اور عسیر پر مشتمل ہے۔ یہاں پر مکہ اور مدینہ مسلمانوں کے سب سے زیادہ مقدس شہر ہیں۔ مکہ میں خانۂ کعبہ (اللہ کا گھر) ہے جس کا مسلمان حج کرتے ہیں یہاں سال میں ایک مرتبہ حج کے لئے مسلمانانِ عالم کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ مکہ میں حضرت ابراہیمؑ (جنھیں دنیا کے تین بڑے مذاہب کے پیرو (یہودی، عیسائی اور مسلمان) مانتے ہیں، اور حضرت اسمٰعیلؑ کی یادگاریں موجود ہیں۔ مدینہ میں مسلمانوں کے پیغمبر

Marfat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک (جس کی زیارت کے لئے مسلمان مدینہ جاتے ہیں) اور مسجد نبوی شریف اور پیغمبرؐ کے ساتھیوں کی قبریں ہیں۔

مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمدؐ مکہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں ہجرت کرکے تشریف لے آئے اور وہیں وفات پائی۔

سعودی عرب کے مشہور اور اہم شہر مکہ، مدینہ، ریاض، طائف اور جدہ ہیں۔ ریاض ملک کا دار السلطنت ہے اور جدہ مملکت عربیہ کی سب سے اہم بندرگاہ اور خوبصورت ترین اور جدید ترین شہر ہے۔ جدہ میں شاندار بلڈنگیں بڑے بڑے ہوٹل اور نئے نئے پر رونق بازار ہیں۔ حجاز کی تجارت تمام تر اسی بندرگاہ کے ذریعہ ہوتی ہے اور اسی بندرگاہ پر مختلف اسلامی ممالک کے حجاج کے جہاز آتے ہیں۔

Marfat.com

یمن

محلِ وقوع - جزیرہ نمائے عرب کے انتہائی جنوب یمن واقع ہے۔ اس کے مغرب میں بحر احمر، مشرق میں حضر موت و عمان کی سرحدیں، جنوب میں بحر عرب اور شمال میں سعودی عرب ہے۔

رقبہ - یمن کا رقبہ تقریباً ۷۵ ہزار مربع میل ہے۔

آبادی - یمن کے باشندوں کی تعداد تقریباً پچاس لاکھ ہے۔

زراعت و تجارت - یمن کی اکثریت غلہ کی جو ان کی ضروریات پوری ہونے کے بعد بچ رہتا ہے تجارت کرتی ہے۔ تجارت کا یہ غلہ ریاض یا مکہ شریف و مدینہ شریف جانے والے قافلے لے جاتے ہیں اور وہاں جا کر فروخت کرتے ہیں چونکہ یمن کا جغرافیائی محل وقوع مغربی جنوبی ساحلی علاقہ ہے اس لئے اہل یمن اکثر و بیشتر سمندر کی جانب رُخ کرتے ہیں ان کی متحرک زندگی نے خشک و ریگستانی علاقوں پر جو سمندر اور اس کے سواحل کے مقابل ہیں قناعت نہیں کی۔ اس لئے وہ بحر ہند کے جزیروں اور ساحلوں پر بھی پھیل گئے۔ انھیں سمندری زندگی بہت مرغوب ہے۔ اسی لئے یہ لوگ مشرقی ایشیا کے انتہائی جنوب تک پہنچ گئے ہیں۔ غیر ممالک تک آمد و رفت اور سفر نے انہیں کافی دولتمند بنا دیا ہے۔ ان میں سے اکثر دولت حاصل کر کے وطن واپس آجاتے ہیں۔ اور یہاں عمارتیں بناتے اور کارخانے چلاتے ہیں۔ یمن کی اکثریت کاشتکاری کرتی ہے۔

Marfat.com

مویشی پالنے کا پیشہ بہت کم لوگ کرتے ہیں۔

یمن میں پہاڑیوں کی وجہ سے بارش کا پانی ضائع نہیں ہوتا۔ اہل یمن اس سے پوری طرح نفع اندوز بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان مقامات پر کُہرسی چھائی رہتی ہے جس کی وجہ سے بارش کے جمع شدہ پانی کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور وہ خشک نہیں ہوتا۔ کیونکہ کہر رطوبت میں اضافہ کرتا ہے اور بخارات (بھاپ) کو کم کرتا ہے۔ اسی لئے یہاں قہوہ کی کاشت بکثرت ہوتی ہے۔ یمن (یا خوشحال عرب ملک) کے باشندے پہاڑی شہروں کے ناہموار اور دشوار گذار راستوں کو ہموار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اُنھوں نے بارش کا پانی محفوظ رکھنے کے لئے دیواریں بنائی ہیں۔ اور ہموار زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے نہریں نکالی ہیں۔ یہ دیواریں جو شہری زراعت کے لئے پانی روکنے کے سبب بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ زمانہ قدیم سے قائم ہیں۔ انقلابات زمانہ کے ہاتھوں یہ برباد ہوئیں اور اب ان کی دوبارہ تعمیر نے یمن کی قدیم ترقی یافتہ شہریت کو (جس کا عمدہ نمونہ مہذب و ترقی یافتہ شہر سبا تھا) زندہ کر دیا ہے اور یمن نے اپنا پہلا مقام پھر حاصل کر لیا ہے۔

مشہور شہر اور بندرگاہ۔ مشہور اور بڑے شہروں میں یمن کا دارالحکومت صنعا، تعز، بریم، اور اب ہیں۔ مخا، حدیدہ اور جنوب میں بیناد اور عدن، یمن کی مشہور بندرگاہیں ہیں۔ عدن۔ یمن کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے، یمن کے تجارتی مال کا بڑا حصہ اسی بندرگاہ سے برآمد کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کویت

محلِ وقوع: خلیجِ فارس کے شمالی مغربی کنارے پر ایک چھوٹی سی عرب ریاست کویت واقع ہے۔ اِس کے شمال میں عراق، جنوب میں سعودی عرب اور مشرق میں خلیجِ فارس ہے۔ مجموعی حیثیت سے کویت مثلث نما ہے۔

رقبہ اور آبادی۔ ریاست کویت کا رقبہ چھ ہزار (۶۰۰۰) مربع میل اور مجموعی آبادی تقریباً دو لاکھ سے کچھ زائد ہے جس میں کویت کے اپنے اصل باشندے اور ایران، عراق اور فلسطین کے مہاجرین شامل ہیں۔

ریاستِ کویت کا دار الحکومت "کویت" ہی ہے۔ کویت کے اِرد گرد مٹی کی بنی ہوئی شہر پناہ ہے جس کی لمبائی چھ (۶) کیلو میٹر اور بلندی چار (۴) میٹر ہے۔ شہر پناہ پر سات بڑے بُرج اور چھبیس چھوٹی بُرجیاں ہیں اور یہ کویت کے تین طرف محیط ہے۔ چوتھی جانب سمندر ہے۔ شہر پناہ کے پانچ دروازے ہیں۔ اور یہ ۱۹۲۱ء میں بنائی گئی ہے۔

بستیاں اور جزیرے۔ ریاست میں پندرہ بستیاں اور چند چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں، جن میں سے بیشتر خلیجِ فارس کے کنارے آباد ہیں۔ شعیبہ، فحیحل، ابو خلیفہ، فنطاس۔ شویخ (جس میں ایک ثانوی درسگاہ بھی ہے) حولی، جہرہ، فروانیہ، کویت کی مشہور اور بڑی بستیاں ہیں۔ جزیروں میں سب سے بڑا جزیرہ "جزیرۂ بوبیان" ہے۔ دوسرے جزیرے

Marfat.com

جزیرہ فیلکہ، مسکان، کبر اور ربہ ہیں۔ کویت آئل کمپنی نے ایک شہر احمدیہ نامی بھی بسایا ہے۔ احمدیہ خلیج فارس پر ایک بندرگاہ ہے جو کویت شہر کے جنوبی حصے سے پینتیس (۳۵) کیلو میٹر دور ہے۔ دنیا کی جن بندرگاہوں سے پٹرول برآمد کیا جاتا ہے۔ اُن میں یہ سب سے پہلی بندرگاہ ہے۔ اس بندرگاہ سے روزانہ تقریباً دس لاکھ ٹن پٹرول برآمد کیا جاتا ہے۔ احمدیہ میں ایک بڑا پلیٹ فارم ہے جہاں پٹرول کے پائپوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود رہتا ہے۔

آب و ہوا۔ ساحل سمندر پر واقع ہونے کی وجہ سے کویت کی آب و ہوا خوشگوار ہونی چاہیئے تھی لیکن اس کے برخلاف یہاں کی آب و ہوا گرم و مرطوب ہے۔ پھر بھی دوسرے شہروں کی نسبت جو خلیج فارس کے ساحلوں پر واقع ہیں، کویت کی آب و ہوا بہتر ہے۔ گرمی کے موسم میں درجۂ حرارت بہت بڑھ جاتا ہے اور ۱۰۴ درجے فارن ہائٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ مرطوب آب و ہوا کے باوجود کویت کیڑے مکوڑوں، مچھروں، پسوؤں اور کھٹملوں کی یورش سے محفوظ و مامون ہے۔ اسی لئے اہلِ کویت گرمیوں میں کھلی چھتوں پر یا سمندر کے کنارے بے خوف آرام و سکون سے سوتے ہیں۔

کویت کو عرب ممالک کی عظیم المرتبت شخصیتوں خصوصاً جلالۃ الملک شاہ سعود کی جائے پیدائش ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔

کویت میں ضروریاتِ زندگی یہاں تک کہ میٹھا پانی بھی باہر سے درآمد کیا جاتا ہے۔ اہلِ کویت کا گذارہ تھوڑے عرصہ تو عراق کی نہر شط عرب کے میٹھے پانی پر ہوتا ہے جو جہازوں کے ذریعہ یہاں لایا جاتا ہے۔ اس کے بعد گہرے کنوؤں اور بارش کے

پانی سے کویت کے باشندوں کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پانی سپلائی کمیٹی نے خلیج فارس کے کنارے ایک بہت بڑا اور جدید سامان وآلات سے آراستہ ذخیرہ قائم کیا ہے جس پر دو لاکھ پونڈ خرچ ہوئے ہیں۔ اس ذخیرہ میں سمندر کے پانی کو صاف کرکے میٹھا بنا کر جمع کرتے ہیں۔

زرعی اصلاحات ۔ کویت کا شمار ریگستانی اور صحرائی خطوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے علاقوں میں نہریں اور کنویں جن کے ذریعہ زمین کی گہرائیوں سے پانی نکالا جائے اور آب پاشی کی جائے بہت ہی کم ہیں۔ اس کے علاوہ کنوؤں کا پانی بھی شدید بارش کے سبب بہت ہی زیادہ کھاری اور نمکین ہو جاتا ہے۔

ان اسباب کے باعث پیداوار کی صلاحیت سے یہ ریتیلی زمین محروم ہے صرف تھوڑے سے حصے میں کاشت کی جاتی ہے۔ جس سے تربوز، خربزہ، سبزی ٹماٹر، پیاز، گندنا (ایک قسم کی پیاز جیسی بو دار ترکاری) مولی اور ککڑی کی معمولی پیداوار ہوتی ہے۔ البتہ یہاں کی زمینیں آبپاشی کے اچھے اور باقاعدہ انتظام سے قابل کاشت ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے حکومت وسیع پیمانہ پر، خلیج فارس کے ساحل سے صاف پانی حاصل کرنے کا انتظام کر رہی ہے، تاکہ اہلِ کویت کے پینے کی اور آب پاشی کی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔

"کالے سونے" یا "پٹرول" کی داستان ۔ ۱۹۳۸ء سے کویت کے پٹرول کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ اسی سال پٹرول کا یہاں سب سے پہلا چشمہ دریافت ہوا تھا۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کی وجہ سے پٹرول کی مزید دریافت کا کام ۱۹۴۶ء تک معطل رہا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد ہی پٹرول کے ذخیروں کی دریافت کا کام وسیع پیمانہ پر شروع

ہوگیا۔ پٹرول کی دریافت نے کویت کی دنیا ہی بدل دی۔ غربت و بے مائیگی یکایک دولت کے ایک عظیم سیلاب میں بدل گئی، اہلِ کویت کی زندگی کا معیار بہت اونچا ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں کویت کی سڑکوں پر چلنے والی موٹروں کی تعداد صرف دو سو (۲۰۰) تھی اور اس وقت کویت میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) عمدہ قسم کی موٹر کاریں (کیڈلک، بیوک وغیرہ) نظر آتی ہیں، جن میں اکثر و بیشتر ایرکنڈیشنڈ ہیں اور ان میں ریڈیو سیٹ بھی عام طور پر لگے ہوئے ہیں۔ موٹروں کی کثرت کے اعتبار سے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سوا کسی ملک کو کویت پر تفوق نہیں۔ فری پورٹ ہونے کی وجہ سے یہاں یورپ کی تمام مصنوعات سستی ملتی ہیں۔ لیکن کرنسی کے پھیلاؤ نے زندگی کا معیار بہت اونچا کر دیا ہے۔ چپراسی اور بھنگی بھی ماہوار کم سے کم ساڑھے تین سو روپیہ کما لیتے ہیں۔ اسکول ٹیچرز کی تنخواہوں کا اسکیل سات سو روپیہ ماہوار سے ڈیڑھ ہزار تک ہے۔ غرض کہ پٹرول کی وجہ سے کویت آج دنیا کی ایک بہت بڑی دولتمند ریاست بن گئی ہے۔ کویت میں پٹرول نکالنے کا کام برٹش امریکن پٹرولیم کمپنی کے ہاتھ میں ہے جسے اُس نے ۱۹۳۴ء کے معاہدہ کے تحت حاصل کیا ہے۔ معاہدہ کی میعاد پچھتر سال ہے جو ۲۰۰۹ء میں ختم ہو جائے گی۔ کویت میں پٹرول کی پیداوار حیرت انگیز طریقہ پر بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۴۶ء میں پٹرول کی پیداوار آٹھ لاکھ (۸۰۰۰۰۰) ٹن سے زائد نہ تھی، لیکن ۱۹۵۳ء میں یہ بڑھ کر تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) ٹن تک پہنچ گئی اور اس وقت کویت میں پٹرول کی پیداوار پانچ کروڑ پچاس لاکھ (۵۵۰۰۰۰۰۰) ٹن سالانہ ہے۔ پٹرول کی پیداوار کے لحاظ سے کویت دنیا کے پٹرول پیدا کرنے والے ممالک کی پہلی صف میں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کویت کے دفینوں میں پانچ ارب چالیس کروڑ (۵۴........) ٹن پٹرول موجود ہے۔ جن

چشموں سے پٹرول نکالا جاتا ہے ان کی تعداد ایک سو بہتر (۱۷۲) ہے۔ ہر روز اوسطاً بارہ لاکھ (۱۲۰۰۰۰۰) بیرل پٹرول نکالا جاتا ہے اور کویت کے کارخانوں میں پچاسی لاکھ (۸۵۰۰۰۰۰) ٹن سالانہ پٹرول صاف کیا جاتا ہے۔ کویت کا تمام پٹرول باہر برآمد کیا جاتا ہے۔ صرف تیس ہزار ٹن کے قریب اندرونِ ملک خرچ کے لئے رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

بحرین

بحرین، خلیج فارس میں واقع چند جزیروں کا نام ہے۔ ان میں سب سے بڑا جزیرہ بحرین ہے۔ جس کے نام پر یہ سب جزیرے بحرین ہی کہلاتے ہیں۔

بحرین کا دار الحکومت منامہ ہے۔

رقبہ۔ بحرین کا رقبہ تقریباً چھ سو مربع کیلومیٹر ہے۔

آبادی۔ بحرین کے باشندوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے۔

آب وہوا۔ جزیرہ بحرین میں ۳۔ انچ سالانہ کے قریب بارش ہوتی ہے۔ اور جون سے ستمبر تک سخت گرمی پڑتی ہے۔

بحرین کے دوسرے مشہور جزیرے سوق سترا اور بنی صالح ہیں۔ ایک پُل کے ذریعہ سترا کو بحرین سے ملا دیا گیا ہے۔ یہ پُل بحرین میں پٹرول صاف کرنے کے مشہور کارخانے کے قریب ہے۔ بنی صالح تازہ پانی اور شیریں چشموں کی وجہ سے مشہور ہے۔ بحرین کا بلند ترین مقام جبل دخن نامی ایک پہاڑی ہے۔ یہ پہاڑی چار سو (۴۰۰) فٹ بلند ہے۔ اور وسط جزیرہ میں واقع ہے۔ پہلے بحرین موتیوں کے جزیرے کے نام سے مشہور تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء میں یہاں سے جو موتی نکالے گئے اُن کی قیمت کا اندازہ ساڑھے سولہ لاکھ روپیہ ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں سب سے پہلا پٹرول کا چشمہ بحرین ہی میں دریافت ہوا۔

Marfat.com

اس چشمہ سے ۱۹۳۶ء میں پٹرول نکلنا شروع ہوا جبکہ دمام (سب سے پہلا سعودی عرب کا پٹرول کا چشمہ) میں ۱۹۳۸ء میں اور کویت میں ۱۹۴۶ء میں پٹرول نکلنا شروع ہوا، اب یہاں سے ۱۵ لاکھ ٹن سالانہ پٹرول نکالا جاتا ہے۔

بحرین میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ عبدان کے کارخانے کے بعد مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ اس میں ایک کروڑ ٹن سالانہ تیل صاف کیا جاتا ہے۔ باہر کے بعض علاقوں کا تیل بھی پائپ لائن کے ذریعہ جو سمندر کے نیچے سے سترہ میل گذرتی ہے، صفائی کے لئے یہیں لایا جاتا ہے۔ اس کارخانہ میں تقریباً آٹھ ہزار (۸۰۰۰) مزدور کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

قطر

محلِّ وقوع - قطر جزیرہ نما ہے - اس کے تین طرف خلیج فارس محیط ہے، اور چوتھی جانب جنوب میں سعودی عرب ہے -

رقبہ - اس جزیرہ نما کا عرض شمال سے جنوب تک ایک سو چالیس (۱۴۰) کیلومیٹر ہے اور طول دوسو (۲۰۰) کیلومیٹر سے کچھ زائد ہے -

آبادی - قطر کے باشندوں کی تعداد چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سے زیادہ نہیں ہے -

قطر ایک چھوٹی سی عرب ریاست ہے، جس کے تعلقات بیرونی دنیا سے چند ہی سال پیشتر قائم ہوئے ہیں - بیرونی دنیا سے روابط قائم ہونے کا سبب یہاں پٹرول کی دریافت ہے -

پٹرول لے جانے والے جہاز یہاں تمام اطرافِ عالم سے آتے، اور پٹرول (کالا سونا) لے جاتے ہیں -

اقتصادیات و تجارت - ۱۹۴۹ء تک قطر کی اقتصادی زندگی سمندر سے موتی نکالنے اور انھیں ہندوستان کے بازاروں میں فروخت کرنے پر موقوف تھی - موتی نکالنے کے کام میں اہلِ قطر کو بڑی مشقت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا، اکثر اوقات اس کام کی وجہ سے جانی نقصانات بھی ہو جایا کرتے تھے - اسی وجہ سے اہل قطر نے پٹرول کی دریافت اور ریاست میں دولت

Marfat.com

کی فراوانی کے بعد موتی نکالنے کا کام فوراً ترک کر دیا۔ اس کے علاوہ جاپان موتی بنانے لگا اور اس کے بنائے ہوئے موتی جن کی قیمت قدرتی موتیوں سے بہت کم تھی بازاروں میں آنے لگے۔ لہٰذا قدرتی موتیوں کی فروخت گر گئی اور مانگ بھی بہت کم ہو گئی۔ جس کی وجہ سے یہ پیشہ کلیتہً ترک کر دیا گیا، صرف بعض لوگ بحرین میں اور ساحلِ عمان پر یہ کام ابھی تک کرتے ہیں۔

پٹرول کی دریافت کے بعد قطر کی اقتصادی زندگی میں عظیم انقلاب رونما ہوا ہے اور پٹرول کی پیداوار میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا کا سب سے عمدہ پٹرول یہیں پیدا ہوتا ہے۔ قطر کا پٹرول، کویت، بحرین اور سعودی عرب کے پٹرول سے زیادہ صاف اور مہنگا ہوتا ہے۔

تجارت ۔ گذشتہ چند سالوں میں یہاں تجارت کو خوب فروغ ہوا ہے پٹرول کی وجہ سے ریاست میں کاموں کا پھیلاؤ اور غیر ملکیوں کی بکثرت آمد قطر کی تجارتی ترقی کا باعث ہو رہی ہے۔ صنعت و زراعت قطر میں بالکل نہیں پائی جاتی، کیونکہ قطر کی زمین ریتیلی اور کنکریلی ہے جو قابلِ کاشت نہیں ہے۔ بارش بھی سال میں چار پانچ روز سے زیادہ نہیں ہوتی۔ البتہ دوحہ سے دور ریان کے اطراف میں چند چھوٹے چھوٹے باغ ہیں، جن میں سے زیادہ تر شیوخ کے اپنے آرام اور تفریح کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ قطر میں بعض لوگ اب تک مچھلی کا شکار کھیل کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ مچھلی قطر کے باشندوں کی اصلی اور سب سے اہم غذا ہے۔

مختلف اقوام ۔ قطر میں تین قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ عرب مُستعربہ

غیر ملکی باشندے -

(۱) عرب - یہاں کے اصل باشندے ہیں - یہ چند قبائل پر مشتمل ہیں اور متفرق طور پر قطر کے شہروں میں رہتے ہیں - ان کے مشہور قبیلے آل سویدی، خلیفی اور عسیری ہیں - پٹرول کی دریافت سے قبل ان لوگوں کا ذریعۂ معاش سمندر سے موتی نکالنا تھا - لیکن جب سے پٹرول کی دریافت ہوئی ہے یہ لوگ پٹرول کی آمدنی کا "روپیہ" حاصل ہونے کے انتظار میں رفتہ رفتہ یہ پیشہ ترک کر رہے ہیں - البتہ اس گروہ کے متعلق یہ خبر باعثِ مسرت ہے کہ گذشتہ دو سال سے ان میں سے کچھ لوگ تجارت کرنے لگے ہیں - اور کچھ لوگوں نے عمارتیں بنانے کا کام شروع کر دیا ہے -

(۲) مُتعَرِبہ - وہ لوگ ہیں جو ایران سے ہجرت کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور اب یہاں کے باشندے بن گئے ہیں - ان میں سے بعض لوگ تو تھوڑے ہی عرصہ سے یہاں آئے ہیں اور بعض زیادہ عرصہ سے یہاں آ کر آباد ہو گئے ہیں - بلادِ قطر کی تمام تجارت انھیں کے ہاتھ میں ہے - یہ لوگ اپنے آپ کو "حولۃ" کہتے ہیں اور "قطر میں" ایران کے مشرقی ساحل پر رہتے ہیں - یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم زمانۂ قدیم میں ہجرت کر کے عرب سے ایران چلے گئے تھے اور وہیں بود و باش اختیار کر لی تھی - اب جبکہ ان علاقوں کی حالت سدھر گئی اور ذرائع معاش کثیر ہو گئے تو ہم پھر "یہیں" اپنے اصلی وطن میں واپس آ گئے - یہ لوگ اپنے گھروں میں فارسی بولتے ہیں اور ان کے بچے بھی اپنے والدین سے فارسی زبان سیکھتے ہیں لیکن عام مجالس اور بیرونی معاملات میں عربی (قطر کی قومی زبان) میں گفتگو کرتے ہیں - اور آپس میں ایک

دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اجتماعی حیثیت سے یہ لوگ کافی مضبوط اور متحد ہیں۔
اور یہ گروہ قطر کا متوسط طبقہ ہے۔ ان لوگوں کی شیوخ (قطر کا حکمران طبقہ) سے بہت کم آمدنی ہے، لیکن ان کی حالت قطر کے عرب باشندوں سے سو فیصدی اچھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ کوئی بھی کام کرتے ہوئے نہ تو شرماتے ہیں اور نہ گھبراتے ہیں۔ یہ لوگ تجارت وغیرہ کا ہر کام کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ قطر میں رہنے والے غیر ملکیوں کا ہے۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں رہنے والے ایرانی، ہندوستانی اور پاکستانی ہیں۔ جو مختلف کاموں میں مصروف ہیں یہ لوگ قطر میں کمائی کرنے ہی کے لئے آئے ہیں اور یہاں یا تو پیٹرولیم کمپنی میں کام کرتے ہیں اور یا عمارتیں اور سڑکیں بناتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ تجارت بھی کرتے ہیں بہت سی دوکانیں ان کی ملکیت ہیں۔ دوحہ کی نصف سے زائد دوکانیں باوجود عربی نہ جاننے کے انھیں کے قبضہ میں ہیں۔ اجتماعی و عملی حیثیت سے قطر میں رہنے والے یہ غیر ملکی ان عربوں سے مشابہ ہیں جو مغربی بن گئے ہیں اور امریکہ میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کی مخصوص زبانیں اور مخصوص قسم کا ماحول ہے۔ بلادِ قطر میں کچھ لوگ یمن، عمان اور یافع سے بھی ہجرت کر کے چلے آئے ہیں لیکن ان میں سے بیشتر ہتھیار (بندوقیں) خریدنے کے لئے یہاں آتے ہیں اور اسلحہ خریدنے کے بعد اپنے ملک لوٹ جاتے ہیں یہ لوگ اپنے شہروں سے برطانوی استعماریت (جو جزیرۂ عرب کے جنوب میں قائم ہے) ختم کرنے کے لئے اور اس کے مقابلہ کے لئے اسلحہ خریدتے ہیں۔ ان میں سے اکثر نوجوان ہوتے ہیں جن کی عمریں بیس سال سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ ان مختلف قسم کے مل جل کر رہنے والے لوگوں ہی کی وجہ سے قطر آباد ہے۔ کاموں کی کثرت اور تمدن و ترقی کے میدان میں روز افزوں اضافہ کے باعث قطر آنیوالوں

Marfat.com

کی تعداد میں عظیم اضافہ، ان کے لئے ایک اہم اور قابل غور مسئلہ بن گیا ہے۔ اس مسئلہ کی اہمیت اس بات سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ "ان آنے والوں میں سب سے بڑی تعداد ایرانیوں کی ہے"۔ اس وقت قطر کی نصف سے زائد آبادی ایرانیوں پر مشتمل ہے۔

شہر اور دیہات ۔ دوحۃ، قطر کا دارالحکومت ہے۔ یہ جزیرہ نما ئے قطر کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ یہ ہی قطر کا سب سے بڑا شہر ہے۔ دوحۃ چونکہ خلیج دوحہ پر پھیلا ہوا ہے اس لئے اس کا نام دوحہ پڑ گیا۔ اس کے مقابل دخان شہر ہے۔ دخان میں پٹرول کے چشمے پائے جاتے ہیں۔ قطر کے مشرقی کنارے پر دوحۃ سے جانب جنوب (۴۰) چالیس کیلومیٹر کی مسافت پر اُم سعید نامی بندرگاہ واقع ہے۔ اُم سعید مزدوروں کا شہر ہے۔ یہ شہر پٹرولیم کمپنی نے پٹرول کا ذخیرہ قائم کرنے اور دوسرے ممالک کو یہاں سے پٹرول روانہ کرنے کے لئے بسایا ہے۔

وکرہ، ریان، خور، زکریت، مائدہ وغیرہ قطر کے دیہات ہیں۔

Marfat.com

عراق

محلِ وقوع - عراق کے شمال میں ایشیائے کوچک، جنوب میں خلیج فارس مشرق میں ایران - اور مغرب میں ملک شام ہے - عراق کا ایک حصّہ "ارضِ جزیرہ" کے نام سے مشہور ہے - یہ زرخیز حصّہ دجلہ و فرات کے درمیان واقع ہے

رقبہ - عراق کا رقبہ تقریباً دو لاکھ چھیانوے ہزار نو سو ساٹھ (۲۹۶۹۶۰) مربع کیلو میٹر ہے -

آبادی - عراق کی آبادی تقریباً پینسٹھ لاکھ (۶۵۰۰۰۰۰) ہے -

سطح - عراق کی زمین کی تین قسمیں کی جا سکتی ہیں :-

(۱) کُردستان - (۲) عراقِ اعلےٰ - (۳) عراقِ اسفل - ان تین حصّوں کے علاوہ وسیع صحرائی منطقے بھی ہیں جو دجلہ و فرات کے علاقہ کے اردگرد ہیں -

(۱) کُردستان، ایک بلند منطقہ ہے - یہ خطّہ ترکی اور ایران کی سرحدوں کے قریب واقع ہے - اس کے بلند حصّوں پر نباتات کی پیداوار نہیں ہوتی - البتہ کہیں کہیں معمولی جنگل پائے جاتے ہیں جو گنجان نہیں ہیں، لیکن اس کے نشیبی حصّوں (دامن کوہ) اور دریاؤں کی وادیوں میں کافی چراگاہیں ہیں - اِس منطقے کے بہت سے خطّے قابلِ زراعت ہیں - اِس علاقے میں کُرد قبائل آباد ہیں -

Marfat.com

ارضِ جزیرہ" کے شمالی حصے اور اس سے متصل علاقے پر عراقِ اعلےٰ کا اطلاق ہوتا ہے اس علاقے کے اکثر اطراف ہموار اور زرخیز ہیں۔ اور اس کی سطح بھی ہموار ہے۔ البتہ بعض حصے ٹیلوں کی شکل میں تھوڑے ابھرے ہوئے ہیں۔ جیسے مغربی موصل میں سنجار کے ٹیلے ہیں۔ عراق کے اس حصے میں بہت سی نہریں اور دریا بہتے ہیں۔ خابور دجلہ (ایک ندی کا نام جو راس العین اور فرات کے درمیان ہے) زابِ اعلیٰ۔ اور زابِ اسفل اور دیالی دریا اس حصہ میں بہتے ہیں۔

عراقِ اسفل۔ عام طور پر عراق کے جنوبی حصے تک پھیلا ہوا ہے۔ اس حصے کی زمینیں خلیج فارس کی طرف بتدریج نیچی ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں کی مٹی تر ہے۔ ہر سال یہاں دجلہ اور فرات کا لایا ہوا سیلابی پانی بڑھ جاتا ہے۔ شمالی حصہ کے برعکس اس حصہ میں دریا کم ہیں۔ اسی وجہ سے صرف دجلہ اور فرات کے کناروں پر عراق کی آبادی ہے ان دونوں دریاؤں کے کنارے گاؤں اور بستیاں بکثرت آباد ہیں، جن میں ایسے کاشتکار پھیلے ہوئے ہیں جن کی زراعت کا انحصار صرف دریاؤں کے پانی پر ہے۔

آب و ہوا۔ عراق کا موسم سخت ہے۔ گرمیوں میں سخت گرمی اور جاڑے کے موسم میں سخت سردی پڑتی ہے، جاڑے کے موسم میں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ بارش کی مقدار کے لحاظ سے سال کے اول و آخر میں کافی فرق ہے۔

پیداوار۔ عرب ممالک میں عراق بے حد زرخیز ملک ہے۔ دریائے دجلہ اور فرات اس کی زرخیزی کے ذمہ دار ہیں جس طرح مصر کی سب سے بڑی دولت دریائے نیل ہے۔ اسی طرح دجلہ اور فرات عراق کی سب سے بڑی

دولت ہیں۔ عراق دریائے دجلہ اور فرات سے سیراب ہوتا ہے اور یہاں کی مٹی انھیں دریاؤں کی وجہ سے نہایت زرخیز اور عمدہ ہے۔ اگر ان دو دریاؤں کا پانی نہ ہوتا تو عراق ریگستانی ملکوں سے جو اس کے قرب و جوار میں ہیں ذرا بھی مختلف نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ عراق کے بڑے حصہ میں بارش بہت ہی کم ہوتی ہے جو عام طور سے زراعت کے لئے ناکافی ہے۔ زراعتی زندگی میں عراق کی تہذیب و ترقی کا انحصار آب پاشی کے عمدہ ذرائع پر ہے۔ یہاں مواسم (ترش پھل) کھجور اور دوسرے میوہ جات انجیر، انگور اور زیتون کے درخت کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سی قسم کے درخت ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتے ہیں۔ اور اناج کی کاشت کی جاتی ہے۔ چاول مکئی اور روئی گرمی کے موسم کی خاص پیداوار ہیں۔ عراق کی سب سے اہم پیداوار "کھجور" ہے۔ مجموعی لحاظ سے دنیا کی کھجور کی تجارت میں ۸۰ فیصدی کا عراق شریک ہے۔ عراق کے تمام شہروں اور دیہات میں کھجور کے درخت پائے جاتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا باغ ہوگا جس میں کھجور کے درخت نہ ہوں۔

معدنیات - عراق کی معدنیات میں سب سے اہم معدنی دولت "پٹرول" ہے۔ موصل، بصرہ، اور خانقین کی کانوں سے پٹرول حاصل کیا جاتا ہے۔ پٹرول کی پیداوار میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ عراق میں سوئز کے بحران سے پہلے روزانہ ۷ ½ لاکھ بیرل پٹرول پیدا ہوا کرتا تھا۔ پٹرول کی پیداوار سے کثیر آمدنی ہونے کی وجہ سے عراق میں آئندہ اقتصادی

اجتماعی میدان میں ترقی کی کافی امیدیں ہیں، جن کا ظہور چند برسوں میں متوقع ہے۔

باشندوں کا پیشہ اور مشہور شہر۔ عراق کے جنوبی حصہ کے باشندے کاشتکاری کرتے ہیں۔ یہ لوگ گیہوں، چاول، جو اور کھجور کی کاشت کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا طرزِ زندگی مصر کے دیہاتیوں کی زندگی سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ عراق کے ساحلی علاقوں کے باشندے تجارت پیشہ لوگ ہیں۔ بصرہ کے تاجروں کے قریبی ممالک بالخصوص ایران و ہند سے مضبوط تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ مغربی علاقے میں چند خانہ بدوش قبائل آباد ہیں، جن کا پیشہ مویشی پالنا ہے۔ یہ لوگ خیموں میں رہتے ہیں اور ان کی زندگی کا دارومدار مویشی اور اُن سے حاصل شدہ اشیاء ہیں۔ عراق کے شمالی حصے میں کُرد قبائل آباد ہیں۔ اِن میں سے زیادہ تر مویشی پالنے کا پیشہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس حصہ کی بیشتر زمینوں میں تازہ اور اچھی گھاس کی چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ دریائے دجلہ اور فرات جو عراق کی خوشحالی کے ضامن ہیں باہم مل کر ایک دریا ہو جاتے ہیں، یہ بڑا دریا شط عرب کہلاتا ہے .... شط عرب میں بصرہ تک جہاز چلتے ہیں۔ دریاؤں اور ریلوں کے ذریعہ بصرہ کی تعداد اونچے پیمانہ پر تجارت ہوتی ہے اور خلیج فارس سے آنے والے تجارتی جہاز بصرہ میں پہنچتے ہیں۔ عراق میں بڑے دریاؤں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے تالاب بھی بکثرت ہیں۔ عراق کی سب سے اہم برآمد کھجور ہے۔ کھجور کو عراق کی تجارت میں اسی طرح اہمیت حاصل ہے

جس طرح مصر کی تجارت میں روئی کو۔

بغداد، عراق کا دارالسلطنت اور قدیم تاریخی شہر ہے۔ پرانے زمانے میں بھی اس شہر کو کافی اہمیت حاصل رہی ہے، اور آج بھی یہ شہر عام طور پر مشرق وسطیٰ کا سب سے اہم تجارتی شہر مانا جاتا ہے۔ اور جب سے ریلوے لائن "جو بغداد کو شمال میں موصل سے اور شام کے مشہور شہر حلب سے ملاتی ہے" مکمل ہوئی ہے تب سے بغداد کی تجارت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے اور بغداد مواصلات کا ایک عظیم مرکز بن گیا ہے۔ اور اس کے بازار مختلف ملکی صنعتوں کے لحاظ سے "جن میں سب اہم بنا ہوا اور چمڑے سے تیار کیا ہوا سامان ہے"۔ کافی مشہور ہیں۔

موصل - بغداد کے شمال میں دریائے دجلہ کے داہنے کنارے پر واقع ہے یہ شہر ایک بلند خطہ کے (جس میں تازہ اور شاداب گھاس کی چراگاہیں بکثرت ہیں) وسط میں واقع ہے یہاں کے باشندوں کی بڑی تعداد مویشی پال کر زندگی بسر کرتی ہے۔ عراق کے دوسرے مشہور اور بڑے شہروں میں سلیمانیہ اور کاظمیہ (کاظمین) ہیں یہ دونوں شہر سرسبز و شاداب زراعتی خطوں کے بیچوں بیچ واقع ہیں۔ نجف اور کربلا، دینی اور مذہبی لحاظ سے اہم و ممتاز ہیں۔

کربلا میں حضرت امام حسین کا مزار ہے اور نجف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار کی وجہ سے مرجعِ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

مسقط و عمان

خلیج فارس پر حضر موت کے مشرق میں مملکت عمان واقع ہے جو عرصۂ دراز سے برطانوی حکومت کی نگرانی اور حمایت میں ہے۔ عمان کو برطانوی بالادستی ایک باہمی معاہدہ کے تحت حاصل ہے جس کی تجدید ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔

اس وقت سلطان سعید بن تیمور اس کے فرمانروا ہیں۔ اور مملکت میں اسلامی قانون بنیادی دستور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جگہ جگہ شرعی عدالتیں قائم ہیں۔ عمان کا دارالخلافہ مسقط ہے۔ پوری مملکت کا رقبہ لگ بھگ (۸۲۰۰۰) مربع میل ہے اور آبادی تقریباً پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

مسقط جو عمان کی راجدھانی ہے۔ خلیج فارس کی بڑی اہم بندرگاہ ہے ظفی اور شارجہ عمان کی دوسری بندرگاہیں ہیں۔

مسقط میں ایک معمولی سا ہوائی اڈہ بھی ہے جہاں کسی مجبوری اور ضرورت کے وقت جہازوں کو اتارا جا سکتا ہے۔

عمان میں برطانوی پونڈ اور روپیوں کے ساتھ ساتھ ڈالر بھی تجارتی لین دین میں چلتا ہے۔ مملکت کا بڑا حصہ ریگستان اور پہاڑوں میں پھیلا ہوا ہے۔

ساحلی آبادیوں میں زندگی کی کچھ رونق پائی جاتی ہے۔ پٹرول اس علاقہ میں بھی نکالا جا رہا ہے اور آج کل وہی ملک کی سب سے بڑی آمدنی ہے۔

Marfat.com

مملکتِ عدن و حضر موت

بحرِ عرب کے جنوب مغربی ساحل اور اس کے بالائی حصوں میں یہ مملکت واقع ہے جو بالواسطہ برطانوی اقتدار کے زیرِ انتظام ہے مختلف چھوٹے چھوٹے بائیس ٹکڑوں سے مل کر پوری مملکت عدن و حضر موت بنتی ہے۔ مقامی شیوخ اپنی اپنی جگہ برطانوی نمائندوں کے طور پر حکمراں ہیں۔

اس پوری نوآبادی کی پیمائش ایک لاکھ بارہ ہزار مربع میل ہے جبکہ صرف عدن پچھتر مربع میل میں پھیلا ہوا ہے لگ بھگ ساڑھے چھ لاکھ نفوس پوری مملکت میں آباد ہیں۔

عدن خاص اور قرب و جوار کی آبادی بہت مخلوط ہے۔ جس میں مسلمان عربوں کے ساتھ ساتھ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ ہندوستانیوں اور افریقہ کے مختلف ملکوں سے آکر آباد ہونیوالوں کی بھی بڑی تعداد ہے۔

یہ لوگ سراسر تجارتی مقاصد کے لئے آکر یہاں آباد ہوئے اور ان کی بدولت عدن کی تجارتی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اپنے محل وقوع کے لحاظ سے عدن جنوبی ایشیا کی سب سے بڑی

Marfat.com

بندرگاہ اور ہوائی مرکز ہے جہاں سے دنیا کے چاروں
طرف ہوائی اور بحری راستے پھیلتے ہیں۔

مملکت عدن وحضرموت میں معمولی دستکاریاں اور تجارتیں
مثلاً صابون، چائے، چینی، تیل، مختلف دالیں، تمباکو، گوند
کھالیں، مچھلی، اور سیپ و موتی کے کام پائے جاتے ہیں۔

عدن سے عربی کے بعض مشہور رسائل بھی نکلتے ہیں مثلاً
ہفتہ وار "فتاۃ الجزیرہ"
پندرہ روزہ - "الفضل"

عدن میں چھوٹا سا ریڈیو اسٹیشن بھی ہے۔

ریاست کے اہم شہروں بالخصوص عدن میں قدیم وجدید تعلیم
نے کافی ترقی کی ہے۔ جابجا اسکول اور کالج کھلے ہوئے ہیں۔ لڑکوں
کے علاوہ لڑکیوں کے کالج بھی جاری ہو چکے ہیں۔

ان تمام مدارس اور کالجوں کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔

(اعلیٰ پریس دہلی)

محمد اقبال مجددی
ذخیرہ لاہور

Marfat.com